www.ahlulhadeeth.net

نام کتاب : آیئے عقیدہ سیکھیے (حصہ دوم)

مؤلف : پروفیسر ڈاکٹر سید طالب الرحمن شاہ

نظر ثانی : پروفیسر ڈاکٹر سہیل حسن

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

اشاعت : اول

تعداد : (۵۵۰۰)

ناشر : مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ

پوسٹ بکس ۱۷۲، سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

فون : ۰۳۲۰_۴۵۰۴۰۷۰

۰۵۱_۲۲۹۴۹۶۳_۴۴۱۰۵۸۹

یہ کتاب وقف فی سبیل اللہ ہے

(کتاب کے حقوق ناشر کے نام محفوظ ہیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿عقیدہ حصہ دوم﴾

۱۔	توحید و رسالت	۵
۲۔	توحید	۶
۳۔	توحید کی برکات	۱۵
۴۔	شرک	۱۷
۵۔	شرک کی اقسام	۳۰
۶۔	توحید و شرک کی صورتیں	۳۶
۷۔	شرک کی برائی	۳۹
۸۔	کفر	۴۵
۹۔	گناہ	۵۲
۱۰۔	مومن و فاسق	۵۵
۱۱۔	سجدہ قیام اور طواف	۶۰
۱۲۔	تصرف	۶۳

۱۳۔	نفع ونقصان	٦٨
۱۴۔	نذر	۷۱
۱۵۔	بھروسا	۷۵
۱۶۔	شفاعت	۷۷
۱۷۔	وسیلہ	۸۷
۱۸۔	علم غیب	۹۰
۱۹۔	قسم، نجوم، فال اور چھوت چھات	۹۹
۲۰۔	تصویر کشی اور نام	۱۰۳
۲۱۔	گستاخی	۱۰۷
۲۲۔	شیطان	۱۱۴
۲۳۔	تقدیر	۱۱۷
۲۴۔	رسم ورواج	۱۱۸
۲۵۔	قرآن وحدیث	۱۲۰

’’توحید و رسالت‘‘

س۔ کلمے کے کتنے اجزاء ہیں؟

ج۔ کلمے کے دو اجزاء ہیں۔ ا۔ اللہ تعالیٰ کو معبود حقیقی سمجھنا۔ ۲۔ رسول کو رسول تسلیم کرنا۔

س۔ اللہ تعالیٰ کو معبود حقیقی سمجھنے کا کیا مطلب ہے؟

ج۔ اللہ کو معبود حقیقی سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی الوہیت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے۔

س۔ رسول کو رسول تسلیم کرنے کا کیا مطلب ہے؟

ج۔ رسول کو رسول تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کی راہ اختیار کی جائے۔ پہلا حصہ توحید ہے اور دوسرا حصہ اتباع سنت ہے توحید کی ضد شرک ہے اور سنت کی ضد بدعت ہے۔

س۔ ہر مسلمان کا کیا فرض بنتا ہے؟

ج۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ توحید اور اتباع سنت پر مضبوطی سے قائم رہے۔ انہیں سینے سے لگائے رکھے اور شرک و بدعت سے بچتا رہے۔

س ۔شرک وبدعت کرنے سے کیا ہوتا ہے؟

ج ۔شرک و بدعت ہی متاع ایمان کے گھن ہیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے دوسرے گناہوں سے صرف اعمال میں خلل پیدا ہوتا ہے۔

س ۔ہمیں پیر کسے سمجھنا چاہیے؟

ج ۔جو شخص موحد اور متبع سنت ہو شرک و بدعت سے متنفر ہو اور اس کے پاس بیٹھنے سے توحید واتباع سنت کا شوق پیدا ہوتا ہو اسی کو استاد و پیر سمجھنا چاہیے۔

’’توحید‘‘

س ۔توحید کیا ہے؟

ج ۔توحید یہ ہے کہ سجدہ صرف اللہ تعالی ہی کی ذات اقدس کے لیے مخصوص ہے‘قربانی اسی کے لیے کی جاتی ہے‘ منت اسی کی مانی جاتی ہے‘مشکل کے وقت اسی کو پکارا جاتا ہے‘وہی ہر جگہ حاوی ونگراں ہے اور ہر طرح کا تصرف واختیار اسی کے قبضے میں ہے‘ اگر ان میں سے کوئی صفت غیر اللہ میں بھی مانی جائے تو شرک ہے گو اس کو اللہ سے

چھوٹا ہی سمجھا جائے اور اللہ کی مخلوق اور اس کا بندہ ہی مانا جائے پھر اس معاملہ میں نبی' ولی' جن' شیطان' وغیرہ سب برابر ہیں جس سے بھی یہ معاملہ کیا جائے شرک ہوگا اور کرنے والا مشرک ہو جائے گا۔

س۔ بندہ اپنے رب کو کیسے مانے؟

ج۔ ہر انسان کا فرض ہے کہ اللہ تعالی ہی کو پکارے اسی سے ہر وقت ڈرتا رہے اسی سے گناہوں کی معافی مانگتا رہے اسی کے آگے گناہوں کا معترف رہے اسی کو اپنا مالک اور حمایتی سمجھے اللہ کے سوا اپنا ٹھکانا نہ جانے اور کبھی کسی کی حمایت پر اعتماد نہ کرے کیونکہ ہمارا رب بڑا ہی معاف کرنے والا اور انتہائی مہربان ہے وہ اپنے فضل وکرم سے سب بگڑے کام بنا دے گا، اور اپنی مہربانی سے سارے گناہ معاف فرمادے گا اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے تمہارا شفیع بنادے گا جس طرح تم اپنی ہر حاجت اسی کو سونپتے ہو اسی طرح یہ حاجت بھی اسی کو سونپ دو کہ وہ جسے چاہے تمہارا شفیع بنا کر کھڑا کردے کسی کی حمایت پر کبھی بھروسہ مت کرو اسی کو اپنی حمایت کے لیے پکارو حقیقی مالک کو کبھی

نہ بھولو اس کے احکام شرعیہ کی قدر کرو اور اس کے مقابلے میں رسم و رواج کو ٹھکرا دو۔

س۔کیا صرف اکیلا اللہ کافی ہے؟

ج۔ایک غلام کے لیے کئی آقاؤں کا ہونا تکلیف دہ ہے اگر اس کا ایک ہی آقا ہو جو سب سے زبردست ہو تو کیا ہی اچھا ہے لہذا مالک ایک ہی ہے جو انسان کی ساری مرادیں پوری کرتا ہے اور اس کے بگڑے کام بنا دیتا ہے اس کے سامنے جھوٹے مالکوں کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ قطعی بے بنیاد خیالات ہیں کہ بارش کرنا کسی کے اختیار میں ہے' غلہ پیدا کرنا کسی اور کا کام ہے کوئی اولاد دیتا ہے کوئی تندرستی بخشتا ہے' پھر آپ ہی آپ ان کے نام مقرر کر لیے ہیں کہ فلاں کام کے مختار کا یہ نام ہے اور فلاں کے مختار کا یہ نام ہے اور خود ہی انہیں ان کاموں کے وقت پکارتے ہیں رفتہ رفتہ ایک عرصہ کے بعد اسی طرح رسم پڑ جاتی ہے حالانکہ اللہ کے سوا کون ہے اور نہ کسی کا یہ نام پایا جاتا ہے اور اگر کسی کا یہ نام ہے تو اس کو مشیت الہی میں کوئی دخل نہیں سب کاموں

کے مختار کا نام اللہ ہے اور جس کا نام محمد ﷺ یا علیؓ ہے اس کو کسی بات کا اختیار نہیں اس قسم کے خیالات باندھنے کا اللہ پاک نے حکم نہیں دیا اور مخلوق کا حکم نا قابل اعتبار ہے بلکہ اللہ پاک نے اس قسم کے خیالات قائم کرنے سے روک دیا ہے پھر اللہ کے سوا وہ کون ہے جس کے کہنے کا ان باتوں میں اعتبار کیا جائے خالص اور اصل دین یہی ہے کہ اللہ کے حکم پر چلا جائے اور اس کے آگے ہر حکم ٹھکرا دیا جائے لیکن اکثر لوگ اس راہ سے بھٹک گئے اور اپنے پیروں، اماموں اور بزرگوں کی راہ کو اللہ کی راہ سے مقدس سمجھ بیٹھے۔

س۔سارے انبیاء کی دعوت کیا تھی؟

ج۔تمام رسول اللہ تعالی کے پاس سے یہی حکم لے کر آئے کہ صرف اللہ تعالی ہی کی عبادت کی جائے اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے۔معلوم ہوا کہ توحید کا حکم اور شرک سے ممانعت تمام شریعتوں کا ایک متفقہ مسئلہ ہے اس لئے صرف یہی راہ نجات ہے باقی تمام راہیں غلط ہیں۔

س ۔رسولوں اور کتابوں کی بنیادی تعلیم کیا ہے؟

ج ۔توحید اختیار کرنے اور شرک سے بچنے کی عالم ارواح میں سب کو فرداً فرداً تاکید کردی گئی ہے ۔تمام پیغمبر اسی کو یاد دلانے اور اسی عہد کی تجدید کے لیے بھیجے گئے ۔تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا فرمان عالی شان اور الہامی کتابوں کا مرکزی علم اسی ایک نکتہ میں ہے کہ خبردار توحید میں خلل نہ آنے دو اور شرک کے پاس بھی نہ پھٹکو اللہ کے سوا کسی کو حاکم و متصرف نہ سمجھو ۔نہ غیر اللہ کو مالک مانو کہ اس سے اپنی مرادیں مانگو اور اس کے پاس مرادیں لے آؤ ۔

س ۔اولیاء اللہ لوگوں کو کیا تعلیم دیں؟

ج ۔ جب کوئی اللہ کا بندہ اپنے پاک و صاف دل سے اللہ تعالی کو پکارتا ہے تو یہ نادان سمجھتے ہیں کہ بڑا پہنچا ہوا ہے غوث و قطب ہے جس کو چاہے دے دے اور جس سے جو چاہے چھین لے اس لئے ٹھٹھ کے ٹھٹھ اس کے پاس اس امید پر جمع ہو جاتے ہیں کہ بگڑی بنا دے گا اب اس بندے کا فرض ہے کہ صحیح صحیح بات بتا دے کہ آڑے وقت اللہ تعالی ہی

کو پکارنا چاہیے یہ حق کسی اور کا نہیں ہے اللہ ہی سے نفع ونقصان کی امید رکھنی چاہیے کیونکہ اس طرح کا معاملہ غیر اللہ سے کرنا شرک ہے شرک اور شرک کرنے والے سے میں بیزار ہوں اگر کوئی مجھ سے اس قسم کا معاملہ کرنا چاہے تو میں اس سے راضی نہیں اور دینا لینا اللہ تعالی ہی کا کام ہے وہی دیتا ہے اور وہی لیتا ہے میرے ہاتھ میں کچھ نہیں وہی میرا اور تمہارا رب ہے لہذا آؤ اور معبودان باطل کو چھوڑ کر اسی ایک وحدہ لاشریک کو پکارو جو اپنی وحدانیت، معبودیت، ربوبیت اور حاکمیت میں اکیلا ہے اس سے معلوم ہوا کہ (ہاتھ باندھ کر) ادب سے کھڑا ہونا، پکارنا اور نام کا وظیفہ پڑھنا ان کاموں میں سے ہے جن کو حق تعالی نے اپنی تعظیم کے لیے مخصوص فرما دیا ہے یہ معاملہ غیر اللہ سے کرنا شرک ہے۔

س۔کیا تمام مخلوق نے ازل میں توحید کا اقرار کیا تھا؟

ج۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس آیت (کہ جب آپ کے رب نے آدم کی اولاد سے عہد لیا تھا) کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ پاک

نے اولاد آدم کو جمع فرمایا پھر انہیں جوڑا جوڑا بنایا پھر ان کی صورتیں بنائیں پھر انہیں قوت گویائی بخشی جب وہ بولنے لگے تو ان سے عہدو پیمان لیا اور ان پر خود کو گواہ بنا کر فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں انہوں نے جواب دیا کہ بے شک تو ہمارا رب ہے۔فرمایا میں ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو تم پر گواہ بناتا ہوں اور تمہارے باپ آدم کو بھی کہیں قیامت کے دن یہ نہ کہنے لگو کہ ہم بے خبر تھے یقین مانو کہ نہ میرے سوا کوئی معبود ہے اور نہ کوئی رب ہے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا میں تمہارے پاس اپنے رسول بھیجتا رہوں گا جو تمہیں میرا یہ عہدو پیمان یاد دلائیں گے اور تم پر اپنی کتابیں اُتاروں گا سب نے جواب دیا کہ ہم اقرار کر چکے ہیں کہ تو ہمارا رب اور معبود ہے۔آپ کے سوا نہ کوئی ہمارا رب ہے اور نہ آپ کے علاوہ کوئی ہمارا معبود ہے (مسند احمد)

س۔کیا صرف شعائر اللہ کی تعظیم کی جائے؟

ج۔حق تعالی نے اپنی تعظیم کے لیے بعض جگہیں مقرر فرمائی ہیں جیسے

کعبہ، عرفات، بلکہ سارا حرم لوگوں کو ان مقامات کی زیارت کا شوق دیا ہے کہ دنیا کے گوشے گوشے سے سمٹ کر خواہ سوار ہو کر خواہ پا پیادہ دور سے بیت اللہ کی زیارت کے لیے آئیں سفر کی مشقتیں اٹھا کر ایک خاص بے سلے لباس میں مخصوص ہیئت سے وہاں پہنچیں، اور اللہ تعالی کے نام کی قربانیاں کریں اپنی منتیں پوری کریں بیت اللہ کا طواف کریں اور دلوں میں مالک کی تعظیم کی جو امنگیں کروٹیں لے رہی ہیں بیت اللہ آکر انہیں پوری کریں اس کے دروازے کے سامنے بلک بلک کر دعائیں مانگیں پھر کوئی بیت اللہ میں نماز پڑھ کر اللہ سبحانہ وتعالی سے دعائیں مانگ رہا ہے کوئی وہاں اعتکاف میں بیٹھ کر رات دن ذکر الٰہی کر رہا ہے کوئی ادب سے خاموش کھڑا اسے دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کر رہا ہے بہر حال یہ سب کام اللہ تعالی کی تعظیم واکرام کے لیے کیے جاتے ہیں اللہ تعالی ان سے ان کاموں کی وجہ سے خوش ہوتا ہے اور ان سے دونوں جہانوں میں فائدہ ہوتا ہے۔

س۔غیر اللہ کی شعائر کی تعظیم کرنا کیسا ہے؟

ج۔اس قسم کے کام غیر اللہ کی تعظیم کے لیے حرام وشرک ہیں کسی قبر کی زیارت کے لیے یا کسی ستھان یا چلہ پر دور دراز سے سفر کی مشقتیں اٹھا کر آنا اور میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا' وہاں جا کر جانوروں کی قربانی کرنا، منتیں پوری کرنا، کسی گھر یا قبر کا طواف کرنا، اس کے آس پاس کے جنگل کا ادب کرنا، وہاں شکار نہ کرنا، وہاں کے درختوں کو نہ کاٹنا، گھاس کے تنکے نہ توڑنا اور نہ اکھاڑنا اور اسی قسم کے اور کام کرنے اور ان سے دونوں جہانوں کی بھلائیوں کی امید رکھنا سب شرک ہے ان سے بچنا چاہیے کیونکہ شریعت نے جن مقامات کی تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے ان کے علاوہ اور جگہوں پر ایسا کرنا اور اپنی طرف سے ان کو دین میں داخل سمجھنا بدعت ہے۔

س۔لفظ ''سیّد'' کے کتنے معنی ہیں؟

ج۔سیّد کے دو معنی ہیں۔ پہلا خود مختار، مالک کل: جو کسی کا محکوم نہ ہو آپ جو چاہے کرے یہ شان رب تعالی ہی کی ہے اس معنی کے لحاظ سے اللہ تعالی کے علاوہ کوئی سیّد نہیں۔دوسرا معنی یہ ہے کہ پہلے حاکم کا

حکم اس کے پاس آئے اور پھر اس کی زبانی دوسروں تک پہنچے اس لحاظ سے ہر نبی اپنی امت کا سردار ہے ہر امام اپنے ہم عصر لوگوں کا،، ہر بزرگ اپنے عقیدتمندوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا سیّد ہے کہ یہ بڑے بڑے حضرات پہلے حکم پر خود عامل ہوتے ہیں پھر اپنے چھوٹوں کو سکھاتے پڑھاتے ہیں اس لحاظ سے ہمارے محبوب نبی ﷺ تمام جہاں کے سیّد ہیں اللہ تعالی کی نگاہ میں آپ ﷺ کا مرتبہ سب سے بڑا ہے آپ سب سے زیادہ احکام شرعیہ کے پابند تھے، اور اللہ تعالی کا دین سیکھنے میں لوگ آپ ہی کے محتاج ہیں اس معنی کے لحاظ سے آپ کو سارے جہانوں کا سردار کہا جاسکتا ہے بلکہ کہنا چاہیے۔

''توحید کی برکات''

س۔اللہ تعالی اپنے موحد بندوں پر کتنا مہربان ہے؟

ج۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھا آپ نے فرمایا کہ اے بچے! اللہ کو یاد رکھ اللہ تعالی تجھے یاد رکھے گا اللہ کو یاد رکھ تو اس کو اپنے سامنے دیکھ لے گا اور اگر تو سوال

کرے تو اللہ ہی سے کر اور جب مدد مانگے تو اللہ ہی سے مانگ یقین مان کہ اگر تمام لوگ تجھے کچھ نفع پہنچانے پر اتفاق کرلیں تو اسی قدر نفع پہنچائیں گے جو اللہ تعالی نے تیرے لیے لکھ دیا ہے اور اگر سب مل کر نقصان پہنچانے پر اتفاق کرلیں تو اسی قدر نقصان پہنچا سکیں گے جو تیرے لیے لکھا ہوا ہے، قلم اٹھا لئے گئے اور کتابیں خشک ہوگئیں (ترمذی)

س۔ اللہ تعالی کی رحمت کا نزول گنہگار موحد کیلئے کیسے ہوگا؟

ج۔ جب انسان شرک سے ہر طرح پاک و صاف ہوگا اور اس کا یہ عقیدہ ہوگا کہ اللہ کے سوا کوئی مالک نہیں۔ اس کی حکومت سے کہیں بھاگ کر جانے کی جگہ نہیں۔ اللہ تعالی کے نافرمانوں کو کوئی پناہ دینے والا نہیں اس کے سامنے سب بے بس ہیں۔ اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا اس کے سامنے کسی کی حمایت کام نہیں آتی۔ اور کوئی کسی کی سفارش اس کی اجازت کے بغیر نہ کر سکے گا۔ ان عقائد کے بعد اس سے جس قدر گناہ سرزد ہوں گے بتقاضائے بشریت ہوں یا بھول چوک کر پھر ان گناہوں کے بوجھ میں وہ دبا جا رہا ہوگا اور سخت بیزار رہوگا ندامت

کے مارے سر نہ اٹھا سکے گا ان شاء اللہ ایسے شخص پر رحمت الٰہی کا نزول ہوگا جیسے جیسے یہ گناہ بڑھتے جائیں گے ویسے ویسے اس کی ندامت کی کیفیت بڑھتی جائے گی اور جوں جوں یہ کیفیت بڑھے گے تو ان شاء اللہ اللہ کی رحمت بڑھتی جائے گی۔

س۔فاسق موحد اور ظاہری پرہیز گار مشرک کا مقابلہ کیجئے؟

ج۔جو توحید میں پکا ہے اس کا گناہ قابل معافی ہے۔اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو سزا دے یا سزا کے بغیر ہی معاف کر دے یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے۔اور مشرک کی عبادت بھی قابل قبول نہیں۔ایک فاسق موحد، ظاہری پرہیز گار مشرک سے ہزار درجے اچھا ہے جیسے ایک مجرم رعیتی، باغی خوشامدی سے ہزار درجے اچھا ہے کیونکہ پہلا اپنے قصور پر نادم ہے اور دوسرا مغرور۔

''شرک''

س۔شرک کی مختلف صورتیں بتلائیں؟

ج۔شرک صرف یہی نہیں ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر یا اس کے

مقابلے کا مانا جائے بلکہ شرک یہ بھی ہے کہ جو چیزیں اللہ تعالی نے اپنی ذات والا صفات کے لیے مخصوص فرمالی ہیں اور بندوں پر بندگی کی علامتیں قرار دی ہیں انہیں غیروں کے آگے بجالایا جائے مثلاً سجدہ' اللہ تعالی کے نام کی قربانی' منت' وغیرہ۔اسی لئے مشکل کے حل کے لئے غیر اللہ کو پکارنا' قدرت وتصرف وغیرہ میں دوسروں کا بھی کچھ حصہ جاننا' سب شرک کی مختلف شکلیں ہیں۔

س۔ہمارے معاشرے میں عام لوگ کس قسم کے ہیں؟

ج۔ہمارے معاشرے میں عام طور پر لوگوں میں شرک پھیلا ہوا ہے توحید نایاب ہے اکثر ایمان کے دعویٰ دار توحید وشرک کے معنی نہیں سمجھتے کلمہ پڑھنے کے باوجود مگر بے شعوری میں شرک میں گرفتار ہیں لہذا توحید وشرک کے معنی سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

س۔عام لوگ کس قسم کے شرک میں مبتلا ہیں؟

ج۔عموماً لوگ آڑے وقت میں پیروں پیغمبروں اماموں شہیدوں فرشتوں اورجنوں کو پکارتے ہیں انہیں سے مرادیں مانگتے ہیں۔انہیں

کی منتیں مانتے ہیں۔ مرادیں برلانے کے لیے انہیں کی نذر و نیاز دیتے ہیں۔

س۔ ہمارے معاشرے میں لوگ بیماریوں سے بچنے کے لیے کیا شرک کرتے ہیں؟

ج۔ لوگ بیماریوں سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں کو بزرگوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ کسی کا نام علی بخش، کسی کا حسین بخش، کسی کا پیر بخش، کسی کا مدار بخش، کسی کا سالار بخش، کسی کا غلام محی الدین اور کسی کا غلام معین الدین رکھتے ہیں۔

س۔ انسان اولاد کے سلسلے میں شرک کی راہ کیسے اختیار کرتا ہے؟

ج۔ شروع میں بھی اللہ ہی نے انسان کو بنایا اسے بیوی دی اور دونوں میں محبت پیدا کی پھر جب اولاد کی امید ہوئی تو دونوں اللہ سے دعائیں مانگنے لگے کہ اگر صحیح سالم اور تندرست بچہ پیدا ہو جائے تو ہم اللہ سبحانہ و تعالی کا بہت ہی احسان مانیں گے پھر جب حسب خواہش بچہ پیدا ہو گیا تو غیر اللہ کو ماننے لگے اور ان کی نذر و نیاز دینے لگے کوئی بچے کو کسی کی

قبر پر لے گیا کوئی ستھان پر کسی نے کسی کے نام کی چوٹی رکھ لی کسی نے بدھی پہنا دی اور کسی نے بیڑی ڈال دی کسی نے کسی کا فقیر بنا دیا اور نام بھی رکھے تو شرکیہ جیسے نبی بخش، علی بخش وغیرہ اللہ تو ان نادانوں سے بے پرواہ ہے مگر ان نادانوں کا ایمان جاتا رہتا ہے۔

س۔انسان کھیتی باڑی میں شرک کیسے کرتا ہے؟

ج۔تمام غلے اور جانور اللہ ہی نے پیدا کیے ہیں پھر مشرک جس طرح ان میں سے اللہ تعالی کی نیاز نکالتے ہیں اس طرح غیر اللہ کی بھی نیاز نکالتے ہیں جبکہ غیر اللہ کی نیاز میں جو ادب و احترام بجالاتے ہیں وہ اللہ کی نیاز میں نہیں بجالاتے۔

س۔انسان چوپایوں میں شرک کیسے کرتا ہے؟

ج۔لوگ محض اپنے خیال سے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں چیز اچھوتی ہے بعض جانوروں کو لادتے نہیں اور سواری بھی نہیں کرنے دیتے کہ یہ فلاں کی نیاز کا جانور ہے اس کا ادب کرنا چاہیے اور بعض جانوروں کو غیر اللہ کے نام پر نامزد کر دیتے ہیں کہ ان کاموں سے وہ خوش ہوں

گے اور مرادیں بر لائیں گے مگر ان کے یہ خیالات و افعال جھوٹے ہیں جن کی وہ ضرور سزا پائیں گے۔

س۔کیا مسلمان اس کے علاوہ بھی شرکیہ کام کرتے ہیں؟

ج۔ہاں کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے' کوئی کسی کے نام کا جانور ذبح کرتا ہے' کوئی مشکل پڑنے پر کسی کو پکارتا ہے اور کوئی کسی کی قسم کھاتا ہے۔غیر مسلم جو معاملہ دیوی دیوتاؤں سے کرتے ہیں وہی یہ نام نہاد مسلمان انبیاء' اولیاء' ائمہ' شہداء' ملائکہ اور جنوں سے کرتے ہیں اس کے باوجود مسلمان ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔اللہ پاک نے سچ فرمایا۔﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ﴾ (یوسف:۱۰۶) اکثر لوگ اللہ تعالی پر ایمان لا کر بھی مشرک ہی ہیں۔

س۔کیا غائب بزرگ کو پکار کر ان سے دعا کروانا بھی شرک ہے؟

ج۔لوگ بزرگوں کو دور سے پکارتے ہیں اور انہیں پکار کر صرف یہی کہتے ہیں کہ یا حضرت آپ دعا فرمادیں کہ حق تعالی ہماری حاجت پوری کردے یہ بھی شرک ہے گو وہ اس وجہ سے اس کو شرک نہ سمجھتے ہوں

کہ حاجت برآری کی دعا تو اللہ ہی سے کی گئی ہے لیکن غائب شخص کو پکارنے کی وجہ سے اس میں شرک آیا کہ ان کے بارے میں یہ اعتقاد رکھا گیا کہ وہ دور اور قریب سے سنتے ہیں حالانکہ یہ الٰہی شان ہے اور قرآن پاک میں حق تعالی نے فرمایا کہ وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں پکارنے والے کی پکار کو سنتے ہی نہیں کو وہ قیامت تک چیختا رہے

س ۔یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للّٰہ کا ورد کیسا ہے؟

ج ۔لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے جس میں یہ کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ ''یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للّٰہ ''۔یعنی اے شیخ عبد القادر جیلانی اللہ کے واسطے ہماری مراد پوری کرو یہ شرک ہے اور کھلا شرک ہے اللہ تعالی مسلمانوں کو اس سے بچائے (آمین) لوگو! ایسا لفظ منہ سے نہ نکالو جس سے شرک ٹپکتا ہو یا بے ادبی کا پہلو نکلتا ہو حق تعالی کی یہ بہت بڑی شان ہے وہ با کمال بے زوال شہنشاہ ہے ایک نکتہ میں پکڑ لینا اور ایک بات میں بخش دینا اسی کا کام ہے یہ کہنا سراسر بے ادبی ہے کہ بظاہر بے ادبی کا لفظ استعمال کیا ہے اور اس سے کوئی

دور کے معنی مراد ہیں کیونکہ اللہ تعالی کی ذات پہیلیوں سے بالاتر ہے اگر کوئی شخص اپنے کسی بزرگ سے ٹھٹھا کرنے لگے تو اسے کتنا برا سمجھا جائے گا ہنسی مذاق کی باتیں تو بے تکلف دوستوں سے ہوتی ہیں، باپ اور بادشاہ سے نہیں۔

س۔کیا ستاروں میں تاثیر ماننا شرک ہے؟

ج۔جو شخص کائنات میں مخلوق کی تاثیر سمجھتا ہے اسے حق تعالیٰ اپنے منکروں میں شمار فرماتا ہے کہ وہ ستارہ پرست ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ سارا کارخانہ اللہ کے حکم سے چل رہا ہے وہ اس کا مقبول بندہ ہے ستارہ پرست نہیں معلوم ہوا کہ نیک و بد ساعتوں کے ماننے' اچھی بری تاریخوں کے یا دن کے پوچھنے اور نجومی کی بات پر یقین کرنے سے شرک کا در کھلتا ہے کیونکہ ان سب کا تعلق نجوم سے ہے اور نجوم کا ماننا ستارہ پرستوں کا کام ہے۔

س۔کیا بتوں اور تھانوں کی پوجا شرک ہے؟

ج۔بت دو طرح کے ہوتے ہیں کسی کی تصویر یا مورتی بنا کر اس کو پوجا

جائے اس کو عربی میں صنم کہا جاتا ہے کسی جگہ یا درخت یا پتھر یا لکڑی یا کاغذ کو کسی کے نام کا مقرر کر کے پوجا جائے اس کو وثن کہا جاتا ہے قبر، چلہ، لحد، چھڑی، تعزیہ، علم، امام قاسم اور شیخ عبدالقادر کی مہندی امام کا چبوترہ اور استاد و مشائخ کے بیٹھنے کی جگہیں یہ سب وثن میں داخل ہیں اسی طرح شہید کے نام طاق، نشان اور توپ جس پر بکرا چڑھایا جاتا ہے اور اسی طرح بعض مکانات بیماریوں کے نام سے مشہور ہیں مثلاً سیتلا، مسانی، بھوانی، وغیرہ کی طرف بعض مقامات منسوب ہیں یہ سب وثن ہیں۔ صنم اور وثن دونوں کی پرستش سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے خبر دی کہ قیامت کے قریب مسلمانوں کا شرک اسی قسم کا ہوگا برخلاف دوسرے مشرکوں کے جیسے ہندو یا عرب کے مشرک کہ اکثر مورتوں کو مانتے ہیں یہ دونوں قسم کے لوگ مشرک ہیں اور اللہ کے رسول کے دشمن ہیں۔

س۔ کیا شرک قرب قیامت کی علامتوں میں سے ہے؟

ج۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

سے سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ دن رات ختم نہ ہوں گے جب تک لات وعزیٰ کو دوبارہ نہ پوجا جائے گا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جب اللہ پاک نے یہ آیت (اسی نے اپنا رسول ہدایت اور برحق دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کردے اگرچہ مشرکوں کو برا معلوم ہو) اتاری تھی تو میرا گمان غالب یہی تھا کہ آخر تک دین یوں ہی رہے گا فرمایا جب تک اللہ پاک کو منظور ہوگا دین اسی حالت پر رہے گا پھر اللہ پاک ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا وہ ہر اس شخص کو فوت کردے گی جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا پھر برے ہی لوگ رہ جائیں گے اور اپنے باپ دادا کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے (مسلم)

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ نے سورۃ براءت (توبہ) والی اس آیت سے یہ سمجھا کہ اسلام کا غلبہ قیامت تک رہے گا آپ ﷺ نے فرمایا کہ غلبہ اس وقت تک رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا پھر اللہ پاک ایک پاکیزہ ہوا چلائے گا جس سے سب

نیک لوگ جن کے دلوں میں تھوڑا سا بھی ایمان ہو گا ختم ہو جائیں گے اور بے دین باقی رہ جائیں گے نہ ان کے دلوں میں رسول کی عظمت ہو گی نہ دین کا شوق ہو گا باپ دادا کی رسموں پر لپکیں گے جو جاہل اور مشرک گزرے تھے پھر جو مشرکوں کی راہ اختیار کرے گا لامحالہ مشرک ہو جائے گا معلوم ہوا کہ آخری زمانے میں پرانا شرک بھی پھیل جائے گا آج مسلمانوں میں پرانا اور نیا ہر قسم کا شرک موجود ہے آپ کی پیشن گوئی صادق آرہی ہے مثلاً مسلمان نبی، ولی، امام، شہید وغیرہ کے ساتھ شرکیہ معاملات کر رہے ہیں اسی طرح قدیم شرک بھی پھیل رہا ہے کافروں کے بتوں کو مانتے ہیں اور ان کی رسموں پر چل رہے ہیں معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں شرک کا دروازہ اس طرح کھلے گا کہ وہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر باپ دادا کی رسموں کے تابع ہو جائیں گے

س۔ اہل کتاب کا شرک کیا تھا؟

ج۔ اللہ تعالیٰ نے بت پرستوں کی طرح یہودیوں اور عیسائیوں پر بھی عتاب کیا ہے حالانکہ وہ بت پرست نہ تھے البتہ انبیاء اور اولیاء سے

ایسا ہی معاملہ رکھتے تھے ۔یعنی اللہ تعالی کوتو سب سے بڑا مالک جانتے ہیں اوراس سے چھوٹے دوسرے مالکوں کے بھی قائل ہیں جوان کے مولوی اور درویش ہیں انہیں اس بات کا حکم نہیں ملاوہ شرک کرر ہے ہیں ۔ اللہ تعالی تو تن تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا سب اس کے بے بس بندے ہیں ۔

س ۔کیابشر رسول بن کرالوہیت میں شریک ہوسکتا ہے؟

ج ۔بشر کے لیے رسالت سے بڑھ کراورکیامرتبہ ہوگا سارے مراتب اس سے نیچے ہیں مگر بشر رسول بن کربھی بشر ہی رہتا ہے بندہ ہونا ہی اس کے لیے سبب فخر ہے نبی بن کربشر معبود نہیں بن جاتا اوراللہ تعالی کی ذات میں نہیں مل جاتا بشرکوبشریت ہی کے مقام پر رکھو۔

س ۔کیامشرکین عورتوں کے پجاری ہیں؟

ج ۔مشرکین غیر اللہ کو پکارتے ہیں وہ اپنے خیال میں عورتوں کے پجاری ہیں، کوئی لال پری کوکوئی سیاہ پری کو،کوئی ستیلا کو،کوئی مسانی کو اورکوئی کالی کوپوجتا ہے یہ محض خیالات ہیں ورنہ ان کی حقیقت کچھ بھی

نہیں نہ کوئی عورت نہ کوئی مرد محض خیال خام اور شیطانی وسوسہ ہے جس کو معبود بنالیا ہے اور یہ جو بولتا ہے اور کبھی کوئی تماشہ بھی دکھا دیتا ہے شیطان ہے۔ان مشرکوں کی تمام عبادتیں شیطان کے لیے ہو رہی ہیں یہ اپنے خیال میں نذر و نیاز عورتوں کو دیتے ہیں مگر درحقیقت شیطان لے لیتا ہے انہیں ان باتوں سے نہ دینی فائدہ ہے اور نہ دنیوی کیونکہ شیطان راندہ درگاہ ہے۔

س۔عام لوگ شرک کرنے کے باوجود اپنے دل کو کیسے مطمئن کرتے ہیں؟

ج۔اکثر دعویداران ایمان شرک کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اگر کوئی ان سے کہے کہ تم دعویٰ تو ایمان کا کرتے ہو مگر شرک میں گرفتار رہتے ہو کیوں شرک و ایمان کی متضاد راہوں کو ملا رہے ہو تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم شرک نہیں کرر ہے بلکہ انبیاءاور اولیاء سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے عقیدت مند ہیں۔شرک تو تب ہوتا جب ہم انہیں اللہ کے برابر سمجھتے۔ہم تو انہیں اللہ کے بندے اور مخلوق ہی سمجھتے

ہیں اللہ تعالی نے انہیں قدرت و تصرف بخشا ہے یہ اللہ تعالی ہی کی مرضی سے دنیا میں تصرف کرتے ہیں ان کو پکارنا اللہ تعالی ہی کو پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنا اللہ تعالی ہی سے مدد مانگنا ہے یہ لوگ اللہ تعالی کے پیارے ہیں جو چاہیں کریں۔یہ ہمارے سفارشی اور وکیل ہیں۔ان کے ملنے سے رب مل جاتا ہے اور ان کے پکارنے سے رب کا تقرب حاصل ہوتا ہے جتنا ہم انہیں مانیں گے اسی نسبت سے ہم اللہ تعالی کے نزدیک ہوتے جائیں گے۔

س۔عام لوگوں کی گمراہی کے کیا اسباب ہیں؟

ج۔یہ لوگ قرآن وحدیث چھوڑ بیٹھے۔شریعت میں عقل سے کام لیا جھوٹے افسانوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور غلط رسموں کو دلیلوں کے طور پر پیش کرتے ہیں اگر ان کے پاس قرآن وحدیث کا علم ہوتا تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بھی مشرک اسی قسم کی دلیلوں کو پیش کیا کرتے تھے۔اللہ پاک کا ان پر غصہ نازل ہوا اور اس نے انہیں جھوٹا بتایا۔

"شرک کی اقسام"

س ۔شرک فی الالوہیت کی مثال بیان کریں۔

ج ۔ اللہ تعالی کے علاوہ کسی دوسرے سے دعا مانگنا شرک فی الالوہیت ہے کیونکہ دعا مانگنا صرف عبادت ہی نہیں بلکہ مغز عبادت ہے۔

س ۔شرک فی الربوبیت کی مثال بیان کریں؟

ج ۔اللہ تعالی کے علاوہ کسی دوسرے کے بارہ میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ بھلائی پہنچا سکتا ہے شرک فی الربوبیت ہے کیونکہ اس نے غیر اللہ کو تصرف کا حق دیدیا۔

س ۔شرک فی الاسماء والصفات کی مثال بیان کریں؟

ج ۔اللہ تعالی کے علاوہ کسی سے اس اعتقاد سے دعا مانگنا کہ وہ دور و نزدیک ہروقت و ہر جگہ سے اس کی دعا سن رہا ہے شرک فی الاسماء و الصفات ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالی کی صفت "سمع" میں غیر کو شریک کردیا۔

س ۔شرک کی کون کون سی قسمیں ہیں؟

ج۔شرک اکبر اور شرک اصغر۔

س۔شرک اکبر کسے کہتے ہیں؟

ج۔شرک اکبر یہ ہے کہ بندہ غیر اللہ کو اللہ تعالی کا ایسا شریک ٹھہرائے اور اس سے ایسی محبت کرے اور ایسا خوف کھائے جیسا کہ اللہ تعالی سے کرتے ہیں غیر اللہ سے پناہ مانگے اس کو پکارے اس سے امیدیں باندھے اس پر توکل کرے۔

س۔شرک اصغر کی مثال دیں؟

ج۔۱۔ریا کاری ۲۔غیر اللہ کا حلف (قسم) اٹھانا۔۳۔غیر اللہ کی چاہت وغیرہ۔

''توحید و شرک کی صورتیں''

س۔توحید فی العلم کسے کہتے ہیں؟

ج۔توحید فی العلم یہ ہے کہ اللہ تعالی بحیثیت علم ہر جگہ حاضر و ناظر ہے یعنی اس کا علم ہر چیز کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ہر چیز سے ہر وقت باخبر ہے خواہ وہ چیز دور ہو یا قریب' پوشیدہ ہو یا ظاہر'

آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں' پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہو یا سمندر کی تہ میں یہ اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے کسی اور کی یہ شان نہیں۔

س۔علم میں شرک کسے کہتے ہیں؟

ج۔اگر کوئی اٹھتے بیٹھتے کسی غیر اللہ کا نام لے یا دور و نزدیک سے اسے پکارے کہ وہ اس کی مصیبت رفع کردے یا دشمن پر اس کا نام پڑھ کر حملہ کرے یا اس کے نام کا ختم پڑھے یا اس کے نام کا ورد رکھے یا اس کا تصور ذہن میں جمائے اور یہ عقیدہ رکھے کہ جس وقت میں زبان سے اس کا نام لیتا ہوں یا دل میں تصور یا اس کی صورت کا خیال کرتا ہوں یا اس کی قبر کا دھیان کرتا ہوں تو اس کو خبر ہوتی ہے میری کوئی بات اس سے چھپی ہوئی نہیں اور مجھ پر جو حالات گزرتے ہیں جیسے بیماری وصحت' فراخی وتنگی' موت وحیات اور غم ومسرت اس کو ان سب کی ہر وقت خبر رہتی ہے جو بات میری زبان سے نکلتی ہے وہ اسے سن لیتا ہے اور میرے دل کے خیالات وتصورات سے واقف رہتا ہے۔ان تمام باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے اور یہ شرک فی

العلم ہے یعنی حق تعالیٰ جیسا علم غیر اللہ کے لیے ثابت کرنا۔ بلا شبہ اس عقیدے سے انسان مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ کسی بڑے سے بڑے انسان کے متعلق رکھے یا مقرب سے مقرب فرشتے کے بارے میں، چاہے ان کا یہ علم ذاتی سمجھا جائے یا اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا، ہر صورت میں شرکیہ عقیدہ ہے۔

س۔توحید فی التصرف کسے کہتے ہیں؟

ج۔کائنات میں ارادے سے تصرف واختیار کرنا، حکم چلانا، خواہش سے مارنا اور زندہ کرنا، فراخی و تنگی، تندرستی و بیماری، فتح و شکست، اقبال وادبار، مرادیں برلانا، بلائیں ٹالنا، مشکل میں دستگیری کرنا اور وقت پڑنے پر مدد کرنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے کسی غیر اللہ کی شان نہیں خواہ وہ کتنا ہی بڑا انسان یا فرشتہ کیوں نہ ہو۔

س۔تصرف میں شرک کسے کہتے ہیں؟

ج۔جو شخص اللہ کے بجائے کسی اور میں ایسا تصرف ثابت کرے اس سے مرادیں مانگے اور اس غرض سے اس کے نام کی منت ماننے یا

قربانی کرے اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے کہ وہ اس کی بلائیں ٹال دے' ایسا شخص مشرک ہے اور اس کو شرک فی التصرف کہا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا سا تصرف غیر اللہ میں مان لینا شرک ہے خواہ وہ ذاتی مانا جائے یا اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا۔ ہر صورت میں یہ عقیدہ شرکیہ ہے۔

س۔توحید فی العبادت کسے کہتے ہیں؟

ج۔اللہ تعالیٰ نے بعض کام اپنی عبادت کے لیے مخصوص فرما دیئے ہیں جن کو عبادات کہا جاتا ہے جیسے سجدہ' رکوع' ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا' اللہ تعالیٰ کے نام پر خیرات کرنا' اس کے نام کا روزہ رکھنا اور اس کے مقدس گھر کی زیارت کے لیے دور دور سے سفر کر کے آنا اور ایسی ہیئت میں آنا کہ لوگ پہچان جائیں کہ یہ زائرین حرم ہیں۔ راستے میں اللہ تعالیٰ ہی کا نام پکارنا' نامعقول باتوں سے اور شکار سے بچنا' پوری احتیاط سے جا کر اس کے گھر کا طواف کرنا' اس کی طرف سجدہ کرنا' اس کی طرف قربانی کے جانور لے جانا' وہاں منتیں ماننا' کعبہ پر غلاف چڑھانا' کعبہ کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعائیں مانگنا دین و دنیا

کی بھلائیاں طلب کرنا' حجر اسود کو چومنا' کعبہ کے دروازے سے منہ اور چھاتی لگانا' اس کے چاروں طرف روشنی کرنا' اس میں خادم بن کر رہنا' جھاڑو دینا' حاجیوں کو پانی پلانا' وضو کے لیے اور غسل کے لیے پانی مہیا کرنا' آب زم زم کو تبرک سمجھ کر پینا' بدن پر ڈالنا' آپس میں تقسیم کرنا' عزیز و اقارب کے لیے لے جانا' اس کے آس پاس کے جنگل کا ادب و احترام کرنا' وہاں شکار نہ کرنا' درخت نہ کاٹنا' گھاس نہ اکھاڑنا' جانور نہ چرانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے طور پر مسلمانوں کو بتائے ہیں۔

س۔عبادت میں شرک کسے کہتے ہیں؟

ج۔اگر کوئی شخص نبی' ولی جن یا کسی سچی' جھوٹی قبر کسی کے ستھان' چلے کسی کے مکان و نشان کسی کے تبرک و تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے لیے روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جائے یا چڑھاوا چڑھائے۔یعنی غیر اللہ کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی سی کرنا خواہ یہ عقیدہ ہو کہ وہ ذاتی اعتبار سے ان تعظیموں کے لائق ہے یا اللہ تعالیٰ

ان کی اس طرح تعظیم کرنے سے خوش ہوتا ہے اور اس کی تعظیم کی برکت سے بلائیں ٹل جاتی ہیں ہر صورت میں یہ شرکیہ عقیدہ ہے۔

س۔روزمرہ کے کاموں میں توحید کیا ہے؟

ج۔حق تعالی نے بندوں کو یہ ادب سکھایا ہے کہ وہ دنیوی کاموں میں اللہ تعالی کو یاد رکھیں اور اس کی تعظیم بجالائیں تاکہ ایمان بھی سنور جائے اور کاموں میں برکت بھی ہو جیسے مصیبت کے وقت اللہ تعالی کی نذر مان لینا اور مشکل کے وقت اسی کو پکارنا اور کام شروع کرتے وقت برکت کے لیے اُسی کا نام لینا اگر اولاد ہو تو اس نعمت کے شکریہ کے لیے اس کے نام پر جانور ذبح کرنا۔ اولاد کا نام عبد اللہ، عبدالرحمٰن، الٰہی بخش، اللہ دیا، امت اللہ وغیرہ رکھنا۔کھیتی کی پیداوار میں سے تھوڑا سا غلہ اس کے نام کا نکالنا۔باغوں میں سے کچھ پھل اس کے نام کے نکالنا۔جانوروں میں سے کچھ جانور اللہ کے نام کے مقرر کرنا اور اس کے نام کے جو جانور بیت اللہ کو لے جائے جائیں ان کا ادب و احترام بجالانا یعنی نہ ان پر سوار ہونا نہ انہیں لادنا۔کھانے

پینے اور پہننے اوڑھنے میں اللہ کے حکم پر چلنا۔ جن چیزوں کے استعمال کا حکم ہے صرف انہیں استعمال کرنا اور جن کی ممانعت ہے ان سے باز رہنا۔ دنیا میں گرانی اور ارزانی، صحت و بیماری، فتح و شکست، اقبال و ادبار اور رنج و مسرت جو کچھ بھی پیش آتا ہے سب کو اللہ کے اختیار میں سمجھنا۔ ہر کام کا ارادہ کرتے وقت ان شاء اللہ کہنا مثلاً یوں کہنا کہ ان شاء اللہ ہم فلاں کام کریں گے۔ اللہ تعالی کے اسم گرامی کو اس عظمت کے ساتھ لینا جس سے اس کی تعظیم نمایاں ہو اور اپنی غلامی کا اظہار ہوتا ہو جیسے یوں کہنا ہمارا رب، ہمارا مالک' ہمارا خالق' ہمارا معبود وغیرہ اگر کسی موقع پر قسم کھانے کی ضرورت پڑ جائے تو اس کے نام کی قسم کھانا یہ تمام باتیں اور اسی قسم کی دیگر باتیں اللہ پاک نے اپنی تعظیم ہی کے واسطے مقرر فرمائی ہیں۔

س۔ روزمرہ کے کاموں میں شرک کیا ہے۔

ج۔ جو کوئی اسی قسم کی تعظیم غیر اللہ کی کرے مثلاً کام رکا ہوا ہو یا بگڑ رہا ہو اس کو چالو کرنے یا سنوارنے کے لیے غیر اللہ کی نذر مان لی جائے

اولاد کا نام عبدالنبی، امام بخش، پیر بخش رکھا جائے۔کھیت و باغ کی پیداوار میں ان کا حصہ رکھا جائے جب پھل تیار ہوکر آئیں تو پہلے ان کے نام کا حصہ الگ کر دیا جائے تب اسے استعمال میں لایا جائے جانوروں میں ان کے نام کے جانور مقرر کر دیئے جائیں پھر ان کا ادب و احترام بجالایا جائے۔پانی سے یا چارے سے انہیں نہ ہٹایا جائے،لکڑی یا پتھر سے انہیں نہ مارا جائے اور کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے میں رسموں کا خیال رکھا جائے کہ بی بی فاطمہ کے نام کی نیاز مرد نہ کھائیں، لونڈی نہ کھائے اور شوہر والی عورت نہ کھائے، شاہ عبدالحق کا توشہ حقہ پینے والا نہ کھائے، دنیا کی بھلائی برائی کو انہیں کی طرف منسوب کیا جائے کہ فلاں فلاں ان کی لعنت میں گرفتار ہے یا گل ہوگیا ہے۔فلاں محتاج ہے انہیں کا دھتکارا ہوا تو ہے اور دیکھو فلاں کو انہوں نے نوازا تھا آج سعادت و اقبال اس کے پاؤں چوم رہے ہیں۔فلاں تارے کی وجہ سے قحط آیا۔فلاں کام فلاں ساعت میں فلاں دن شروع کیا گیا تھا اس لیے پورا نہ ہوا یا یہ کہا جائے کہ اگر

اللہ اور رسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیر صاحب کی مہر ہوگی تو یہ بات ہوگی، یا گفتگو میں غیر اللہ کے لئے داتا، بے پرواہ، خداوند خدایگان، مالک الملک اور شہنشاہ جیسے الفاظ استعمال کئے جائیں۔ قسم کی ضرورت پڑ جائے تو نبی کی یا علیؓ کی یا امام و پیر کی یا ان کی قبروں یا اپنی جان کی قسم کھائی جائے۔ ان تمام باتوں سے شرک پیدا ہوتا ہے اور اس کو شرک فی العادت کہتے ہیں۔ یعنی عام کاموں میں جیسی اللہ کی تعظیم کرنی چاہیے ویسی غیر اللہ کی تعظیم کی جائے۔

"شرک کی برائی"

س۔ شرک اور عام برائیوں میں کیا فرق ہے۔

ج۔ اللہ کی راہ سے بھٹکنا یہ بھی ہے کہ انسان حلال و حرام میں تمیز نہ کرے چوری کرے، بدکاری میں مبتلا رہے۔ روزہ چھوڑ بیٹھے۔ بیوی بچوں کی حق تلفی کرنے لگے۔ ماں باپ کی نافرمانی پر تلا رہے۔ لیکن جو شرک کی دلدل میں پھنس گیا وہ راہ سے زیادہ بھٹک گیا کیونکہ وہ ایک ایسے گناہ میں مبتلا ہو گیا جس کو حق تعالیٰ بلا توبہ کبھی نہ معاف فرمائے گا

اور دوسرے گناہوں کو شاید اللہ تعالی بلا توبہ معاف فرمادے۔ معلوم ہوا کہ شرک نا قابل معافی جرم ہے اس کی سزا قطعی مل کر رہے گی شرک اکبر جس سے انسان کافر ہو جاتا ہے تو اس کی سزا ابدی جہنم ہے، نہ اس سے نکالا جائے گا اور نہ اس میں اسے چین اور آرام میسر آئے گا اور دیگر گناہوں کی حق تعالی کے یہاں جو سزائیں مقرر ہیں وہ اللہ کی مرضی پر ہیں خواہ دے یا نہ دے۔

س۔ شرک کو مثال دے کر سمجھائیں؟

ج۔ اس کو اس مثال سے سمجھیں کہ بادشاہ کے یہاں رعیت کے لیے ہر قسم کی سزائیں مقرر ہیں۔ مثلاً چوری، ڈکیتی، پہرہ دیتے دیتے سو جانا دربار میں دیر سے پہنچنا' میدان جنگ سے بھاگ آنا' اور سرکار کے پیسے پہنچانے میں کوتاہی کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اب بادشاہ کی مرضی ہے چاہے تو سزا دے اور چاہے معاف کردے لیکن بعض جرائم ایسے ہوتے ہیں جن سے بغاوت ظاہر ہوتی ہے مثلاً کسی امیر کو یا وزیر کو یا چودھری کو یا رئیس کو یا بھنگی کو یا چمار کو بادشاہ کی موجودگی میں بادشاہ بنا

دیا جائے تو اس قسم کی حرکت بغاوت ہے یا ان میں سے کسی کے واسطے تاج یا تخت شاہی بنایا جائے یا اسے ظل سبحانی کہا جائے یا اس کے سامنے شاہانہ آداب بجالائے جائیں یا اس کے لیے ایک جشن کا دن ٹھہرایا جائے اور بادشاہ کی سی نذر دی جائے۔ یہ جرم تمام جرموں سے بڑا ہے اور اس جرم کی سزا یقیناً ملنی چاہیے۔ جو بادشاہ اس قسم کے جرائم کی سزاؤں سے غفلت برتتا ہے اس کی سلطنت کمزور ہوتی ہے عقل مند لوگ اس قسم کے بادشاہ کو نااہل کہتے ہیں۔ لوگو! اس مالک الملک غیرت مند بادشاہ سے ڈرجاؤ جس کی طاقت کا شمار نہیں وہ اعلی درجے کا غیرت والا ہے بھلا وہ مشرکوں کو کیسے سزا نہ دے گا اور بلا سزا انہیں کیونکر چھوڑ دے گا۔ اللہ تعالی تمام مسلمانوں پر رحم فرمائے اور انہیں شرک جیسی خطرناک آفت سے محفوظ رکھے۔ آمین

س۔ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟

ج۔ جس طرح اللہ کو (اس کے علم وقدرت کے لحاظ سے) ناظر سمجھا جاتا ہے اور کائنات کا تصرف اسی کے قبضے میں بتایا جاتا ہے، اسی وجہ

سے ہر مشکل کے وقت اسے پکارا جاتا ہے۔ اسی طرح غیر اللہ کو اسی صفت سے متصف مان کر پکارنا سب سے بڑا گناہ ہے اس لیے کہ کسی میں بھی حاجت برلانے کی صلاحیت نہیں۔ علاوہ ازیں جب ہمارا خالق اللہ ہے تو ہمیں اپنے مشکل اوقات میں اسی کو پکارنا چاہیے کسی اور سے ہمیں کیا واسطہ جیسے کوئی کسی بادشاہ کا غلام ہوگیا تو وہ اپنی ہر ضرورت اپنے بادشاہ ہی کے پاس لے جائے گا اسے دوسرے بادشاہوں سے کیا واسطہ کسی بھنگی، چمار کا تو ذکر ہی کیا ہے اور یہاں تو کوئی دوسرا ہے ہی نہیں جو اللہ کے مقابلے کا ہو پھر دوسرے کے پاس ضرورت کو لے جانا نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔

س۔ شرک سب سے بڑا عیب کیوں ہے۔

ج۔ کسی کا حق کسی کو دے دینا بڑی بے انصافی ہے پھر جس نے اللہ کا حق اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو دے دیا اس نے بڑے سے بڑے کا حق ایک عام شخص کو دے دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اس کی مخلوق کی غلامانہ حیثیت ہے۔ یقین مانو کہ

ہر شخص خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان ہو یا مقرب فرشتہ اس کی شان الوہیت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ۔معلوم ہوا کہ جس طرح شریعت نے شرک کو بڑا بھاری گناہ بتایا اسی طرح عقل بھی اس کو بڑا مانتی ہے ۔شرک تمام عیبوں سے بڑا عیب ہے سچی بات یہی ہے کیونکہ انسان میں سب سے بڑا عیب یہی ہے کہ وہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے ۔پھر اللہ سے بڑھ کر بڑا کون ہوسکتا ہے اور شرک اس کی شان میں بے ادبی ہے ۔

س ۔شرک کے علاوہ کیا باقی گناہوں کی مغفرت ہوجائے گی؟

ج ۔ دنیا میں بڑے بڑے گنہگار لوگ گزرے ہیں جن میں فرعون و ہامان وغیرہ تھے اور شیطان بھی اس دنیا میں ہے ان تمام گنہگاروں سے دنیا میں جس قدر گناہ ہوئے اور قیامت تک ہوں گے اگر بالفرض محال ایک شخص کر گزرے لیکن شرک سے پاک ہوتو جس قدر اس کے گناہ ہیں اسی قدر اللہ سبحانہ وتعالی اگر چاہے گا تو اپنی رحمت ومغفرت اس پر نازل کرے گا۔معلوم ہوا کہ توحید کی برکت سے انشاءاللہ

سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں جس طرح شرک کی نحوست سے سارے اچھے عمل غارت کردیئے جاتے ہیں۔

س۔کیا اللہ تعالیٰ شرک سے بیزار ہے ؟

ج۔جس طرح اور لوگ اپنی مشترک چیز آپس میں تقسیم کرلیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس طرح نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے لیے عمل کیا اور اس میں غیر کو بھی شریک کیا تو میں اپنا حصہ بھی نہیں لیتا بلکہ سارا عمل دوسرے ہی کے لیے چھوڑ دیتا ہوں اور اس سے بیزار ہو جاتا ہوں معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ کے واسطے کوئی عمل کرے اور وہی عمل کسی غیر اللہ کے واسطے کرے تو اس نے شرک کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرکوں کی عبادت جو اللہ کے لیے کی جائے، نا قابل قبول ہے حق تعالیٰ اس سے بیزار ہے۔

س۔کیا استھان پوجا بدترین لوگوں کا کام ہے؟

ج۔حضرت ابن عمر ◆ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب دجال کا ظہور ہوگا اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث

فرمائے گا آپ اس کو تلاش کر کے مار ڈالیں گے پھر اللہ پاک شام کی جانب سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گا روئے زمین پر جس کے دل میں رائی بھر بھی ایمان ہوگا اس کو وہ فوت کر دے گی پھر برے لوگ پرندوں کی طرح بے عقل اور درندوں کی طرح پھاڑ کھانے والے رہ جائیں گے نہ اچھی بات کو اچھا سمجھیں گے اور نہ بری بات کو برا پھر انسانی روپ میں ان کے پاس شیطان آ کر کہے گا تمہیں شرم نہیں آتی؟ یہ پوچھیں گے کہ آپ کا کیا ارشار ہے وہ انہیں بت پرستی کا حکم دے گا کہ ستھانوں کو پوجو وہ انہیں کاموں میں مگن ہوں گے اور انہیں رزق فراوانی سے مل رہا ہوگا اور زندگی آرام سے گزر رہی ہوگی اور قیامت قائم ہو جائیگی (مسلم)

س ۔ کیا شرک کرنے میں بھول کا عذر قبول نہ ہوگا؟

ج ۔ اگر کوئی یہ خیال کرے کہ دنیا میں آ کر ہمیں وہ اقرار یاد نہیں رہا اب اگر ہم شرک کریں تو ہماری پکڑ نہ ہوگی کیوں کہ بھول میں پکڑ نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کو بہت سی باتیں یاد نہیں رہتیں لیکن معتبر

اشخاص کے یاد دلانے پر یقین آجاتا ہے۔ مثلاً کسی کو اپنی تاریخ ولادت یاد نہیں پھر لوگوں سے سن کر یقین سے کہتا ہے کہ میری تاریخ ولادت فلاں سن فلاں دن اور فلاں وقت ہے لوگوں سے سن کر ہی ماں باپ کو پہچانتا ہے کسی اور کو ماں نہیں سمجھتا اگر کوئی اپنی ماں کا حق ادا نہ کرے اور کسی اور کو ماں بتا دے تو دنیا اس پر تھوکے گی اور اگر وہ یہ جواب دے کہ بھلے آدمیو مجھے تو اپنا پیدا ہونا یاد نہیں کہ میں اس کو ماں سمجھوں تم بلا وجہ مجھے برا کہہ رہے ہو۔ تو لوگ اسے پرلے درجے کا بیوقوف اور بڑا ہی بے ادب سمجھیں گے۔ معلوم ہوا کہ جب عوام کے کہنے سے انسان کو بہت سی باتوں کا یقین ہو جاتا ہے تو نبیوں کی تو شان ہی بڑی ہے ان کے بتانے سے کس طرح یقین نہیں آسکتا؟

"کفر"

س۔ ایمان کی ضد کیا ہے؟

ج۔ ایمان کی ضد کفر ہے۔

س۔ کافر کس کو کہتے ہیں؟

ج۔کافر وہ ہے کہ جو کچھ نبی ﷺ اپنے رب کے پاس سے لائے خواہ وہ حکم ہو یا خبر ان سب کی یا بعض کی تکذیب کرے۔

س۔کافر کتنی قسم کے ہوتے ہیں؟

ج۔کافر پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔مشرک' کتابی' زندیق' منافق' مرتد۔

س۔مشرک کس کو کہتے ہیں؟

ج۔جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے۔

س۔کتابی کس کو کہتے ہیں؟

ج۔جو دوسری آسمانی کتابوں کا اقرار اور قرآن مجید کا انکار کرے۔

س۔زندیق کس کو کہتے ہیں؟

ج۔جو کسی دین کا بھی معتقد نہ ہو۔

س۔منافق کس کو کہتے ہیں؟

ج۔جو تمام باتیں اسلام کی ظاہر کرتا ہو اور دل میں انکار رکھتا ہو۔

س۔مرتد کس کو کہتے ہیں؟

ج۔جو اسلام لانے کے بعد اسلام سے پھر جائے۔پورے اسلام سے

بیزاری ظاہر کرے ۔یا ضروریات دین میں سے کسی بات کا معتقد نہ رہے یا ایسی بات کہے جو موجب کفر ہو اور قصداً زبان سے جاری کرے

س ۔ضروریات دین میں کیا کیا باتیں شامل ہیں؟

ج ۔ضروریات دین میں وہ باتیں شامل ہیں جن کو اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ پر نازل کیا اور ہر مسلمان پر وہ باتیں واضح ہوگئیں ۔جیسے اللہ تعالی کا ایک ہونا ۔اور تمام عیبوں سے پاک ہونا ۔قرآن شریف اور دیگر کتب آسمانی کا کلام الٰہی ہونا ۔تمام نبیوں کا برحق ہونا ۔قیامت کا آنا جنت ودوزخ کا ہونا ۔معجزوں کا انبیاء علیہم السلام سے صادر ہونا ۔ ہمارے نبی محمد ﷺ کا خاتم النبیین وافضل المرسلین ہونا ۔قرآن مجید کا بعینہ اسی طرح محفوظ ہونا ۔جیسا کہ نبی ﷺ نے اپنی امت کو عطا فرمایا اس کے کسی کلمہ یا کسی حرف میں کمی وبیشی یا تغیر وتبدل کا محال ہونا ۔ ہر نبی کا غیر انبیاء سے افضل ہونا ۔اگر چہ وہ اہل بیت ہوں یا صحابہ یا اولیاء ۔ محرمات قطعی کا حرام جاننا اور محللات قطعی کا حلال جاننا اگر ان باتوں میں سے ایک کا بھی انکار کرے یا شک کرے تو کافر ہے ۔گو نماز پڑھے

روزہ رکھے۔

س۔وہ کلمات جوموجب کفر ہیں کیا کیا ہیں؟

ج۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ناقص صفات منسوب کرے یا اس کے کسی مقدس نام سے یا اس کے کسی حکم سے مسخرا پن کرے۔یا اس کے وعدہ و وعید کا انکار کرے یا کہے کہ میں اس کام کو کبھی نہیں کروں گا اگر اللہ تعالیٰ یا نبی بھی مجھے کہے یا کسی پیغمبر یا اس کی سنت کی توہین کرے یا صحابہ ﷺ کو گالی دے یا لعنت کرے۔اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والا بھی کافر ہے۔یا قرآن مجید کو دف کے ساتھ پڑھے اذکار الٰہی اور آذان وغیرہ سے مسخرا پن کرے۔ایک نے دوسرے سے کہا کہ گناہ مت کر کہ دوسرا جہاں بھی ہے۔اُس نے کہا کہ دوسرے جہاں کو کون جانتا ہے۔جو کسی کو کلمہ کفر سکھائے۔اگرچہ لہو ولعب کے طور پر سکھائے اسی طرح غیر کی عورت کو جو شخص ارتداد کی تلقین کرے تاکہ وہ اپنے شوہر سے علیحدہ ہو جائے۔یہ بھی کفر ہے۔مشرکین کی عید میں تعظیماً جائے یا مشرکین کو ان کے تہواروں میں تعظیماً تحفہ دینے سے بھی کفر عائد ہوتا

ہے اگر چہ انڈہ ہی ہو۔ کفار کے کاموں کو اچھا جاننے سے بالاتفاق کافر ہو جاتا ہے یعنی کہے کہ یہ فعل مجوسیوں اور کافروں کا بہت اچھا ہے کہ کھانے کے وقت کلام نہ کرنا۔ یا حیض کی حالت میں عورت کو پاس نہ رکھنا۔ مسلمان عورتیں اپنے بچوں کی چیچک نکلنے کے وقت جو بھونی سیتلا وغیرہ پوجتی ہیں اور اس سے شفا چاہتی ہیں کافر ہو جاتی ہیں۔ اور اگر ان کے شوہر بھی اس فعل سے راضی ہوں تو وہ بھی کافر ہو جاتے ہیں۔ حرام مال سے صدقہ دے کر امید ثواب کی رکھنا بھی کفر ہے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اسلام لانے کے بعد ان کلمات کو زبان پر لانے سے بہت بچیں اور اگر کبھی بتقاضائے بشریت نکل جائیں تو فوراً توبہ کریں۔ ورنہ ساری عبادت نماز روزہ وغیرہ ضائع ہو جائے گی۔

س۔ باطنیہ کن کو کہتے ہیں؟

ج۔ باطنیہ ایک فرقہ ہے کہ جو اپنے آپ کو اہل باطن کہہ کر صوفیہ کے گروہ میں داخل کرتے ہیں۔ اسی کو باطنیہ بھی کہتے ہیں۔

س۔ اس فرقہ کا کیا عقیدہ ہے؟

ج۔انکا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن اور احادیث کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو الفاظ کے ظاہر سے سمجھے جاتے ہیں۔بلکہ قرآن اور حدیث کو اللہ تعالی اور رسول اور اولیاء اللہ کے سوا اور کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔ مثلاً اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا یہ معنی نہیں ہیں کہ نماز پڑھو قیام' رکوع اور سجود کے ساتھ۔یہ قیام' رکوع اور سجود تو محض بیکار ہیں۔اِس کی اصل اللہ تعالی سے حضورِ قلب کے ساتھ صرف مناجات ہے۔اِسی طرح روزہ اس کا نام نہیں ہے کہ رمضان شریف میں اوقات معینہ کے اندر منع شدہ چیزوں سے رک جائے بلکہ نفس کو اس کی خواہشوں کے پورا کرنے سے روک لے اور زکوٰۃ کی اصل یہ ہے کہ مال کی محبت بالکل دل سے نکال ڈالے۔اس کی ضرورت نہیں ہے کہ چالیس درہم میں سے ایک سال بعد ایک درہم دے۔اور حج سے مراد سیر الی اللہ ہے اور مناسک سے مراد سیر فی اللہ ہے۔غرض ایسے ایسے معانی بیان کرنے سے اُن کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اعمال ظاہری اور تکالیف خارجی کہ جن پر شریعت کا مدار ہے وہ باطل اور نامعقول ہیں۔

”گناہ“

س۔گناہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج۔گناہ کی دو قسمیں ہیں گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ۔

س۔گناہ صغیرہ کسے کہتے ہیں؟

ج۔وہ گناہ جو بغیر توبہ کئے اعمال صالحہ سے ختم ہو جاتے ہیں۔

س۔گناہ صغیرہ کیسے معاف ہوتے ہیں؟

ج۔گناہ صغیرہ نیک کاموں سے دھل جاتے ہیں۔اللہ تعالی فرماتا ہے۔ إِن تَجْتَنِبُوا۟ كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾ (النساء: ۳۱) اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے اور عزت و بزرگی کی جگہ داخل کریں گے۔

س۔گناہ کبیرہ کسے کہتے ہیں؟

ج۔گناہ کبیرہ اس گناہ کو کہتے ہیں جس پر حد جاری کرنیکا حکم آیا ہو یا جن

پر لعنت ۔غضب ۔جہنم یا کسی بھی سزا کی وعید آئی ہو۔

س ۔گناہ کبیرہ کون کون سے ہیں؟

ج ۔مثلاً زنا کرنا چوری کرنا لواطت کرنا ۔گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا ۔جادو کرنا ۔ماں باپ کو ناحق ستانا ۔حرم میں جن باتوں کی ممانعت کی گئی ہے وہاں کرنا ۔سور کا گوشت کھانا ۔جھوٹی گواہی دینا ۔بلا عذر شرعی گواہی چھپانا ۔نماز نہ پڑھنا ۔رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنا ۔زکوۃ نہ دینا ۔جھوٹی قسم کھانا ۔قطع رحمی کرنا ۔تول میں گھٹانا ۔مسلمانوں سے ناحق لڑائی کرنا ۔صحابہ پر لعن طعن کرنا ۔رشوت لینا ۔حکام کے روبرو چغل خوری کرنا ۔قدرت کے باوجود بھلائی کا حکم نہ دینا اور برائی سے نہ روکنا کسی جان دار کو آگ میں جلانا ۔عورت کا خاوند کی نافرمانی کرنا ۔مرد کا عورت پر ظلم کرنا ۔میاں بیوی میں لڑائی کرانا ۔علماء اور حفاظ کی اہانت کرنا ۔اللہ تعالی کی مغفرت سے ناامید ہونا ۔اللہ تعالی کے عذاب سے بےخوف ہونا ۔کسی کو ناحق قتل کرنا ۔میدان جنگ سے فرار ۔یتیم کا مال ھڑپ کرنا ۔جھوٹ بولنا ۔پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا ۔

شراب پینا۔والدین کی نافرمانی کرنا وغیرہ۔

س۔کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟

ج۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بقول ستر (۷۰) ہیں بعض کے نزدیک ستر سے بھی زیادہ ہیں۔

س۔گناہ کبیرہ کس طرح مٹتے ہیں؟

ج۔سچی توبہ سے گناہ کبیرہ مٹ جاتے ہیں۔

س۔سچی توبہ کسے کہتے ہیں؟

ج۔جس میں مندرجہ ذیل چیزیں جمع ہوں ۔۱۔گناہ کو ترک کر دے۔ ۲۔گناہ پر ندامت وشرمندگی محسوس کرے۔۳۔دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرے۔۴۔حقوق العباد معاف کروائے۔

س۔توبہ کا دروازہ کب بند ہوتا ہے؟

ج۔موت کا غرغرہ آنے پر اور ملک الموت کو دیکھنے کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو اس وقت زندہ لوگوں کیلئے توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

س۔جو اہل توحید گناہ کبیرہ کرتے کرتے مرجائیں انکا کیا حکم ہے؟

ج۔ایسے لوگوں کے تین طبقے ہوں گے۔۱۔وہ جن کی نیکیاں گناہوں پر بھاری ہوں گی یہ جنتی ہوں گے۔۲۔وہ جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے ان کو جنت اور دوزخ کے درمیان ٹھہرایا جائے گا پھر اللہ ان کو جنت میں داخلے کی اجازت دیدے گا۔۳۔وہ جن کے گناہ نیکیوں پر بھاری ہو جائیں گے اللہ تعالی ان سے گناہوں کا اقرار کروا کر ان کو بخش دے گا۔یا ان کو جہنم میں داخل کیا جائیگا پھر شفاعت کے ذریعے ان کو جہنم سے نکال دیا جائے گا جہنم سے اس شخص کو بھی نکال دیا جائیگا جس نے صدق دل سے کلمہ پڑھا ہوگا۔

”مومن وفاسق“

س۔انسان کتنی قسم کے ہیں؟

ج۔انسان دو قسم کے ہیں کافر و مومن۔

س۔مومن کس کو کہتے ہیں؟

ج۔مومن وہ ہے کہ جو کچھ محمد رسول اللہ ﷺ اپنے رب کے پاس سے

لائے خواہ وہ حکم ہو یا خبر ان سب کو یقیناً حق جانے اور سچے دل سے مانے اور اس پر عمل کرے۔

س۔مومن کتنی قسم کے ہیں؟

ج۔دو قسم کے ہیں۔مومن مطیع اور مومن عاصی۔

س۔مومن مطیع کس کو کہتے ہیں؟

ج۔مومن مطیع وہ ہے کہ جو کچھ نبی ﷺ اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کے ساتھ اس کے موافق عمل کرے۔

س۔اقرار لسانی یعنی ایمان کا زبان سے اقرار کرنا کیسا ہے؟

ج۔یہ شرط ہے۔

س۔اگر کوئی ساری عمر اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھے اور یہ بھی دل میں رکھے کہ بر وقت مطالبہ اس ایمان مخفی کا اقرار نہیں کرونگا تو آیا یہ بھی مومن ہے یا نہیں؟

ج۔یہ شخص مومن نہیں۔کیونکہ اس نے اپنی نیت میں اقرار لسانی سے انکار کر رکھا ہے۔مومن کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اپنے دل میں یہ بات

بھی رکھے کہ اگر کوئی اس سے مطالبہ کرے تو وہ ایمان کا اقرار کرے گا۔

س۔مومن عاصی کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج۔مومن عاصی کی دو قسمیں ہیں۔مومن مشرک اور مومن فاسق۔

س۔مومن مشرک کسے کہتے ہیں؟

ج۔وہ مومن جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر کو شریک کرے۔

س۔مومن فاسق کسے کہتے ہیں؟

ج۔مومن فاسق کی دو قسمیں ہیں۔ایک فاسق فی العقیدہ اور دوسرا فاسق فی العمل۔فاسق فی العقیدہ وہ ہے جو اہل سنت کے عقائد کا مخالف ہو اس کو گمراہ اور بدعتی ناری بھی کہتے ہیں جیسے خارجی' رافضی' معتزلی وغیرہ۔

س۔خارجی کسے کہتے ہیں؟

ج۔مسلمانوں میں سب سے پہلے جس نے اختلاف پیدا کیا اور نیا گروہ بنایا وہ خارجی فرقہ ہے۔یہ فرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں نکلا۔اس گروہ کے نکلنے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لڑائی لڑنے کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دے دی تھی۔اس گروہ میں عرب کے وہ لوگ تھے جو

پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے پھر سخت مخالفت اور مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو بہت قتل کیا ہے ۔حضرت عثمان غنی ۔حضرت علی ۔حضرت حسن اور حضرت حسین ۔اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہم وغیرہ کو یہ لوگ برا جانتے ہیں ۔عذابِ قبر' حوض کوثر اور شفاعت کے بھی منکر ہیں ۔اور ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ مومن گناہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہے ۔اگر بغیر توبہ کئے مر گیا تو ہمیشہ کے لیے جہنمی ہے ۔امام برحق کی اطاعت سے خروج بھی انکے ہاں درست ہے ۔

س ۔رافضی کسے کہتے ہیں؟

ج ۔یہ فرقہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں نکلا ۔ظاہر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دوستوں میں سے ہے اور اصل میں ان سے بالکل علیحدہ ہے ۔ان کا عقیدہ ہے کہ جن جن صحابہ کو مسئلہ خلافت میں اختلاف ہوا تھا یا انتظامی امور میں نزاع بڑھتے بڑھتے نوبت لڑائی کی آ گئی تھی ۔وہ سب معاذ اللہ قرآن اور حدیث کے مخالف ہو کر مردود اور کافر ہو گئے ۔خصوصاً حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان غنی حضرت عائشہ ام

المومنین حضرت عباس حضرت عبداللہ بن عباس حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کے ساتھ تو انکو سخت عداوت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کا خلافت کا موروثی حق دار ہونا بھی انکا عقیدہ ہے ۔وغیرہ۔

س ۔معتزلہ کسے کہتے ہیں؟

ج ۔ یہ فرقہ فلسفیانہ خیالات کا پابند ہے ۔قرآن اور حدیث کو اسی کے موافق کرتا ہے شفاعت' میزان اور دیدارِ الٰہی کا انکار کرتے ہیں ۔ حضرت حسن بصری تابعی کے زمانہ میں اس فرقہ کا خروج ہوا واصل بن عطاء اس فرقے کا موجد ہے ۔

س ۔فاسق فی العمل کسے کہتے ہیں؟

ج ۔فاسق فی العمل وہ ہے جو عقائد میں اہل سنت کے مخالف نہ ہو مگر عمل میں شریعت کا قصداً خلاف کرتا ہو۔ مثلاً شراب پیئے' داڑھی منڈائے جوا کھیلے' بدکاری کرے' چوری کرے' وغیرہ' مگر ان کو برا جانے اور خود کو گنہگار سمجھے ۔

”سجدہ‘قیام اور طواف“

س ۔کیا صرف اللہ ہی کو سجدہ کیا جائے ؟

ج ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین وانصار کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آکر آپ کو سجدہ کیا صحابہ نے کہا یا رسول اللہ آپ ﷺ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں ۔ان سے زیادہ تو ہمارا حق ہے کہ ہم آپ کو سجدہ کریں فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو ۔(مسند احمد)

یعنی اگر درگاہوں پر شیر، ہاتھی اور بھیڑیے بھی حاضر ہونے لگ جائیں لیکن انسانوں کو ان کی نقالی نہیں کرنی چاہیے انسان اللہ تعالی کی بتائی ہوئی تعظیم کرسکتا ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا مثلاً قبروں پر مجاور بن کر رہنا شرع شریف میں نہیں ہے اس لیے ہرگز ہرگز مجاور نہ بنا جائے گو اس قبر پر دن رات شیر بیٹھا رہتا ہو کیونکہ آدمی کو

جانور کی نقل کرنا مناسب نہیں ہے۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں شہر حیرہ گیا میں نے وہاں کے لوگوں کو اپنے راجہ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا میں نے دل میں کہا بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کئے جانے کے زیادہ حقدار ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں فرمایا بھلا بتا تو سہی کہ اگر تو میری قبر پر گزرے تو کیا اس پر سجدہ کرے گا میں نے کہا نہیں فرمایا یہ کام بھی نہ کرو (ابوداؤد)

یعنی ایک نہ ایک دن میں بھی فوت ہو کر آغوش لحد میں جا سوؤں گا پھر میں سجدہ کے لائق نہ ہوں گا۔ سجدہ کے لائق تو وہی پاک ذات ہے جو لازوال ہے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ زندہ کو روا ہے اور نہ مردہ کو اور نہ کسی قبر کو روا ہے اور نہ کسی ستھان کو کیونکہ زندہ ایک دن مرنے والا ہے اور مرا ہوا بھی کبھی زندہ تھا اور بشر تھا پھر مر کر الہ نہیں بن گیا بندہ ہی ہے۔

س۔ پہلی شریعتوں میں تعظیمی سجدہ جائز تھا اب کیا حرج ہے؟

ج۔ پہلے دینوں میں مخلوق کو بھی سجدہ روا تھا مثلاً فرشتوں نے حضرت

آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا اگر ہم بھی کسی بزرگ کو تعظیمی سجدہ کریں تو اس سے شرک ثابت ہو جاتا ہے ایمان نکل جاتا ہے۔

س ۔کیا قبروں اور بتوں کا طواف جائز ہے۔

ج ۔عرب میں ایک قوم تھی جس کو دوس کہا جاتا تھا جاہلیت میں ان کا ایک بت تھا جس کو ذوالخلصہ کہا جاتا تھا عہد رسالت میں اس کو توڑ دیا گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کی کہ قیامت کے قریب لوگ اس بت کو پھر ماننے لگیں گے اور دوس کی عورتیں اس کا طواف کریں گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے سرین ہلتے ہوئے نظر آئے معلوم ہوا کہ بیت اللہ کے علاوہ کسی اور قبر یا گھر وغیرہ کا طواف کرنا شرک اور کافرانہ رسم ہے۔

س ۔کیا لوگوں کو تعظیماً سامنے کھڑا رکھنا ممنوع ہے؟

ج ۔جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ لوگ اس کے سامنے با ادب ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے رہیں، نہ ہلیں جلیں، نہ ادھر ادھر دیکھیں اور نہ بولیں چالیں بلکہ بت بنے ہوئے کھڑے رہیں وہ دوزخی ہے کیونکہ وہ الوہیت کا دعویدار ہے کہ جو تعظیم اللہ تعالی کی ذات کے ساتھ خاص

ہے وہی اپنے لیے چاہتا ہے نمازمیں نمازی ہاتھ باندھ کر چپ چاپ ادھر ادھر دیکھے بغیر کھڑے ہوتے ہیں اور قیام اللہ کی ذات کے ساتھ خاص ہے معلوم ہوا کہ کسی کے سامنے ادب و تعظیم کی غرض سے کھڑا ہونا ناجائز اور شرک ہے۔

''تصرف''

س۔ مشرکوں کا اللہ تعالیٰ کے تصرف کے بارے میں کیا عقیدہ تھا؟

ج۔ اگر مشرکوں سے بھی پوچھا جائے کہ کائنات عالم میں وہ کون ہے جس کا تصرف واختیار رہے اور جس کے مقابلے پر کوئی کھڑا نہ ہوسکے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کو بتائیں گے پھر غیروں کا ماننا دیوانگی نہیں تو اور کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کائنات میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں بخشی اور نہ ہی کوئی کسی کا حمایتی ہوسکتا ہے۔علاوہ ازیں عہد رسالت کے مشرک بھی بتوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ انہیں اسی کے بندے اور مخلوق سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ ان میں الٰہی قوتیں نہیں ہیں مگر انہیں پکارنا' ان کی منتیں ماننا' ان پر

بھینٹ چڑھانا اور انہیں وکیل اور سفارشی سمجھنا ہی ان کا شرک تھا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی سے ایسا ہی برتاؤ کرے اگرچہ اسے بندہ اور مخلوق ہی سمجھتا ہو' وہ اور ابوجہل دونوں شرک میں برابر ہیں۔

س۔ کیا انبیاء کو دنیا میں تصرف کی قدرت دی گئی ہے؟

ج۔ انبیاء کو تصرف عالم کی قدرت نہیں دی گئی ہے کہ جسے چاہیں مار ڈالیں یا بیٹا بیٹی دے دیں یا آئی بلا ٹال دیں یا مرادیں بر لائیں یا فتح و شکست دے دیں یا تونگر بنادیں یا فقیر و قلاش کر دیں یا کسی کو بادشاہ بنادیں اور کسی کے ہاتھ میں کاسہ گدائی دے دیں کسی کے دل میں ایمان ڈال دیں اور کسی سے چھین لیں۔ کسی بیمار کو تندرست یا تندرست کو بیمار کر دیں یہ اللہ ہی کی شان ہے اور اللہ تعالی کے سوا ہر چھوٹا، بڑا یہ کام کرنے سے عاجز ہے اور عاجزی میں سب برابر ہیں۔

س۔ کیا انبیاء بھی بے بس ہیں؟

ج۔ اللہ تعالی اپنے نبی سے کہتا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ میں تمہارے نفع ونقصان پر اختیار نہیں رکھتا۔ میرے امتی ہونے کی وجہ سے تم لوگ

مغرور ہو کر یہ خیال کر کے حد سے نہ بڑھنا کہ ہمارا پایہ مضبوط ہے ہمارا وکیل زبردست اور ہمارا شفیع بڑا محبوب ہے ہم جو چاہیں کریں وہ ہمیں اللہ تعالی کے عذاب سے بچالے گا کیونکہ میں تو خود ہی ڈرتا ہوں اور اللہ کے سوا کہیں پناہ گاہ نہیں دیکھتا دوسروں کو کیا بچاسکوں گا معلوم ہوا کہ جو عوام پیروں پر بھروسہ کر کے اللہ تعالی کو بھول جاتے ہیں اور حکم عدولی کرتے ہیں' واقعتاً گمراہ ہیں کیوں کہ سرکار رسالت دن رات اللہ تعالی سے ڈرتے تھے اور اس کی رحمت کے سوا کہیں اپنا بچاؤ نہیں جانتے تھے بھلا کسی اور کا تو کہنا ہی کیا ہے۔

س۔پیغمبروں کا کیا کام ہے؟

ج۔پیغمبروں کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ برے کاموں کے انجام سے خبردار کردیں اور نیک کاموں پر خوش خبری سنادیں، یہ بات بھی انہیں کو فائدہ پہنچاتی ہے جن کے دلوں میں یقین ہو اور یقین پیدا کرنا اللہ ہی کا کام ہے۔

س۔اولیاء کا اصل کام کیا ہے؟

ج۔اولیاء کا اصل کام یہ ہے کہ وہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور جن اچھے، برے کاموں سے واقف ہیں ان سے لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں اللہ پاک نے ان کی تبلیغ میں تاثیر رکھی ہے۔ بہت لوگ ان کی تبلیغ سے سیدھی راہ پر آجاتے ہیں۔

س۔کیا اولیاء اللہ کے بارے میں تصرف کا عقیدہ رکھنا شرک ہے؟

ج۔بعض لوگ اولیاء اللہ کی اللہ تعالی کی سی تعظیم کرتے ہیں اولیاء اللہ قطعی بے بس ہیں روزی پہنچانے میں ان کا کچھ بھی حصہ نہیں نہ آسمان سے مینہ برسا سکیں اور نہ زمین سے کچھ اگا سکیں انہیں کسی طرح کی بھی سکت نہیں معلوم نہیں عوام میں جو یہ بات مشہور ہے کہ بزرگوں کو عالم میں تصرف کی تو قدرت ہے مگر تقدیر الٰہی پر شاکر ہیں ادب سے دم نہیں مارتے ورنہ اگر چاہیں تو کائنات کو زیر و زبر کر دیں لیکن شر کے فساد کا خیال کر کے چپ ہیں یہ بات قطعی طور پر غلط ہے۔کائنات میں نہ انہیں بالفعل دخل ہے نہ بالقوۃ یعنی ان میں اس قسم کے تصرف کی صلاحیت و قدرت ہی نہیں اور ان کے بارے میں تصرف کا عقیدہ رکھنا

شرک ہے۔

س۔کیا مخلوق میں سے کسی کو تصرف کا حق حاصل ہے؟

ج۔جس مشرک سے پوچھا جائے کہ ایسی شان کس کی ہے جس کے اختیار و تصرّف میں ہر چیز ہے جو چاہے کرے اس کا ہاتھ کوئی پکڑنے والا نہ ہو اور کوئی اس کی بات ٹال نہ سکے تو وہ کہیں گے اللہ تعالی ہی ہے تو پھر دوسروں سے مرادیں مانگنا پاگل پن ہوا معلوم ہوا کہ عہد رسالت میں بھی لوگ اس بات کے قائل تھے کہ اللہ کے برابر اور مقابلے کا کوئی نہیں مگر بتوں کو اپنا وکیل سمجھ کر پوجتے تھے اور ان سے مانگتے تھے اسی وجہ سے مشرک ہوئے آج بھی اگر کوئی اس عالم میں کسی مخلوق کے تصرف کا قائل ہو اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کی عبادت کرے تو مشرک ہو جائے گا گو اس کو اللہ تعالی کے برابر نہ سمجھتا ہو اور اس کے مقابلے کی طاقت اس میں نہ جانتا ہو۔

س۔زمین و آسمان میں بسنے والوں کی اللہ تعالی کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے؟

ج ۔ انسان ہو یا فرشتہ اللہ تعالیٰ کا غلام ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کا اس سے زیادہ رتبہ نہیں ۔ یہ اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے اور عاجز و بے بس ہے اس کے اختیار میں کچھ نہیں سب کچھ مالک الملک کے اختیار میں ہے وہی سب پر قابض ومتصرف ہے کسی کو کسی کے قبضے میں نہیں دیتا اس کے سامنے حساب وکتاب کے لیے ہر شخص حاضر ہونے والا ہے وہاں نہ کوئی کسی کا وکیل بنے گا اور نہ حمایتی ۔

”نفع ونقصان“

س ۔ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نفع ونقصان پہنچانے پر قادر ہے؟

ج ۔ مشرک جن کے پرستار ہیں وہ بالکل بے بس ہیں ۔ ان میں نہ کسی کو فائدہ پہنچانے کی قدرت ہے اور نہ نقصان کی اور ان کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری سفارش کریں گے‘ غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتائی نہیں‘ پھر کیا تم آسمان وزمین کی باتوں کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ جانتے ہو جو تم کہتے ہو کہ وہ ہمارے سفارشی ہوں گے ۔

س ۔ کیا سفارشیوں میں نفع ونقصان پہنچانے کی طاقت ہے؟

ج ۔کائنات میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اگر اس کو مانا جائے تو وہ فائدہ پہنچائے اگر نہ مانا جائے تو نقصان پہنچائے بلکہ انبیاء اور اولیاء کی سفارش بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے ۔آڑے وقت ان کے پکارنے یا نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا ۔اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جوکوئی کسی کو اپنا سفارشی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہے ۔

س ۔اللہ تعالی مسلمانوں کو تکلیف کیوں پہنچاتا ہے؟

ج ۔اللہ تعالی کبھی کبھی ایمان والوں کی آزمائش فرماتا ہے مومن کو بقدر ایمان آزمایا جاتا ہے ۔کبھی بروں کے ہاتھوں سے نیکوں کو تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں تاکہ مخلصوں اور منافقوں میں تمیز ہو جائے لہذا جس طرح بظاہر پارساؤں کو نافرمانوں سے اور مسلمانوں کو کافروں سے اللہ کے ارادے سے تکلیفیں پہنچ جاتی ہیں اور وہ صبر ہی سے کام لیتے ہیں تکلیفوں سے گھبرا کر ایمان نہیں بگاڑتے ۔اس طرح کبھی کبھی نیک لوگوں کو جنوں اور شیطانوں سے اللہ کے حکم سے تکلیف پہنچ جاتی ہے، لہذا اس پر صبر وتحمل سے کام لیا جائے اور تکلیف کے اندیشے سے انہیں

ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں بنانا چاہیے۔

س۔اللہ تعالیٰ بندے کو کیسے آزماتا ہے؟

ج۔بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان شرک میں مبتلا ہوتا ہے اور غیر اللہ سے مرادیں مانگتا ہے لیکن اللہ پاک اس پر حجت تمام کرنے کے لیے اس کی مرادیں برلاتا ہے لیکن وہ یہ خیال کر بیٹھتا ہے کہ میں سچی راہ پر ہوں غیر اللہ کا ماننا صحیح ہے ورنہ مرادیں پوری نہ ہوتیں لہذا مرادوں کے ملنے نہ ملنے پر بھروسہ مت کرو اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا سچا دین یعنی توحید نہ چھوڑو۔

س۔اگر کسی کو شیطان کی طرف سے تکلیف پہنچے تو کیا کرے؟

ج۔اگر کوئی شخص شرک سے متنفر ہو کر غیر اللہ کو چھوڑ دے ان کی نذر و نیاز کی مذمت کرے اور غلط رسموں کو مٹائے پھر اس راہ میں اس کو کچھ مالی یا جانی نقصان پہنچ جائے یا کوئی شیطان اسے کسی پیر و شہید کے نام سے ستانے لگے تو وہ یہ سمجھ لے کہ اللہ پاک میرا ایمان آزما رہا ہے اس لیے اسے خندہ پیشانی سے سہہ لینا چاہیے اور ایمان پر قائم رہنا چاہیے

یاد رکھو جس طرح اللہ پاک ظالموں کو ڈھیل دے کر پکڑتا ہے اور مظلوموں کو ان کے پنجہ استبداد سے چھڑاتا ہے اسی طرح ظالم جنوں کو بھی وقت آنے پر پکڑے گا اور پرستاران توحید کو ان کے ظلم سے نجات بخشے گا۔

س۔مسلمان کو ظاہری و باطنی تکلیف پر کیا کرنا چاہیے؟

ج۔وہ اس بات کی پرواہ نہ کرے کہ کوئی جن یا شیطان اسے ستائے گا جس طرح مسلمانوں کو ظاہری مصائب پر صبر کرنا چاہیے اور ان سے ڈرکر اپنے ایمان کو نہ بگاڑنا چاہیے اسی طرح باطنی تکلیفوں پر بھی (جن وغیرہ کی ایذاؤں پر بھی) صبر سے کام لینا چاہیے۔ان سے ڈرکر اپنے ایمان کو نہ بگاڑنا چاہیے یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ درحقیقت ہر چیز خواہ تکلیف ہو یا آرام اللہ کے اختیار میں ہے۔

”نذر“

س۔کیا غیر اللہ کے نام کی چیز حرام ہے؟

ج۔جس طرح سور، خون اور مردار حرام ہے اسی طرح وہ جانور حرام

ہے جو گناہ کی صورت میں ہو کہ اللہ کے نام کا نہیں بلکہ کسی اور کے نام کا ہے معلوم ہوا کہ جو جانور کسی مخلوق کے نام پر نامزد کر دیا جائے وہ حرام و ناپاک ہے مثلاً یہ کہہ دیا جائے کہ یہ سید احمد کبیر کی گائے، یہ شیخ سدو کا بکرا ہے وغیرہ وغیرہ قرآن میں صرف اس بات کا بیان نہیں کہ وہ جانور جب ہی حرام ہوگا جب ذبح کرتے وقت اس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے بلکہ محض نامزد کرنے ہی سے حرام ہو گیا اگر کوئی جانور مرغی ہو یا بکری، اونٹ ہو یا گائے کسی مخلوق کے نام کا کر دیا جائے خواہ ولی کے نام کا ہو یا نبی کے باپ و دادا کے نام کا ہو یا پیر و شیخ کے نام کا ہو یا جن کے نام کا۔ وہ قطعی حرام و ناپاک ہے اور ان کے نام کرنے والا مشرک ہے۔

س۔ کیا جانور کسی کے نام کیا جا سکتا ہے؟

ج۔ یہ باتیں شرعی نہیں ہیں رسمی ہیں کسی جانور کو کس کے نام کا ٹھہرا دینا اور اس پر علامت لگا دینا اور یہ مقرر کرنا کہ فلاں کی نیاز گائے، فلاں کی بکری اور فلاں کی مرغی ہی ہوتی ہے یہ سب جاہلانہ رسمیں ہیں اور

شریعت مطہرہ کے خلاف ہیں۔

س ۔نذر کیسے پوری کرنی چاہیے؟

ج ۔حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے عہد رسالت میں یہ نذر مانی کہ بوانہ جا کر اونٹ نحر کروں گا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر آپ کو اپنی نذر کی خبر کی ۔فرمایا جاہلیت کے ستھانوں میں سے کوئی ستھان تو وہاں نہیں تھا؟ صحابی نے کہا نہیں فرمایا وہاں کوئی تہوار تو نہیں منایا جاتا تھا بولے نہیں فرمایا، اپنی نذر کو پورا کر کیوں کہ اس نذر کو پورا کرنا منع ہے جس میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو (ابوداؤد) معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی اور کی منت ماننا گناہ ہے ایسی منت کو پورا نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ یہ بات خود گناہ ہے پھر اسے پورا کرنا اور گناہ پر گناہ ہوگا یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جگہ غیر اللہ کے نام پر جانور چڑھائے جاتے ہوں یا غیر اللہ کی پوجا پاٹ ہوتی ہو یا جمع ہو کر شرک کیا جاتا ہو وہاں اللہ کے نام کا بھی جانور نہ لے جایا جائے اور ان میں شرکت نہیں کرنی چاہیے خواہ اچھی نیت ہو یا بری کیونکہ ان میں

شرکت خود مستقل بری بات ہے۔

س۔مشرک حلال وحرام میں اللہ تعالی پر کیسے افتراء باندھتا ہے؟

ج۔لوگوں اپنی طرف سے حلال وحرام مقرر نہ کرو یہ اللہ تعالی ہی کی شان ہے اوراس طرح کہنے سے اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے یہ خیال کرنا کہ اگر فلاں کام اس طرح کیا جائے گا تو ٹھیک ہو جائے گا ورنہ اس میں گڑبڑ ہو جائے گی غلط ہے کیونکہ اللہ تعالی پر جھوٹ باندھ کر انسان کامیابی حاصل نہیں کرسکتا معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ کہ محرم میں پان نہ کھایا جائے ،لال کپڑے نہ پہنے جائیں ،حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھائیں ان کی نیاز میں فلاں فلاں ترکاریوں کا ہونا ضروری ہے مسی بھی ہو،حنا بھی ہواس کولونڈی ،پہلے خاوند کی وفات یا طلاق کے بعد دوسرا نکاح کر لینے والی عورت ، نیچ قوم اور بدکار نہ کھائے شاہ عبدالحق صاحب کا تحفہ حلوہ ہی ہے اس کو احتیاط سے بناؤ اور حقہ پینے والے کو نہ کھلاؤ شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہی ہے بوعلی قلندر کی نیاز سویاں اور اصحاب کہف کی گوشت روٹی ہے شادی کے موقعہ پر فلاں فلاں

موت وغمی کے موقعہ پر فلاں فلاں رسموں کا انجام دینا ضروری ہے شوہر کی موت کے بعد نہ شادی کرو، نہ شادی میں بیٹھو نہ اچار ڈالو فلاں نیلا کپڑا اور سرخ کپڑا نہ پہنے، یہ سب باتیں شرک ہیں مشرک اللہ کی شان میں اپنا دخل دیتے ہیں اور اپنی الگ شریعت گھڑ رہے ہیں

''بھروسا''

س۔ہمیں کس پر بھروسا کرنا چاہیے؟

ج۔عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان نے دل کو تمام راہوں کے پیچھے لگا دیا تو اللہ پاک اس کی پرواہ نہ کرے گا کہ کون سے میدان میں تباہ کیا گیا اور جو اللہ پر بھروسہ کرے اللہ پاک اسے تمام میدانوں میں کافی ہو جائے گا۔اس لئے ہمیں اللہ تعالی پر بھروسا کرنا چاہیے(ابن ماجہ)

س۔اللہ پر بھروسہ کرنے والے کے ساتھ اللہ کیا سلوک کرتا ہے؟

ج۔جو کوئی اللہ تعالی ہی پر بھروسہ رکھتا ہے کسی خیال کے پیچھے نہیں دوڑتا وہ اللہ عزوجل کا مقبول بندہ ہے اس پر ہدایت کی راہیں کھل

جاتی ہیں اور اس کے قلب کو ایسا چین و آرم میسر آجاتا ہے کہ خیالات کے پیچھے دوڑنے والوں کو وہ چین ہرگز نصیب نہیں ہوتا تقدیر کا لکھا تو پورا ہی ہوتا ہے مگر خیالات کے پیچھے لپکنے والا خواہ مخواہ پیچ و تاب کھاتا رہتا ہے اور توکل والے کو آرام مل جاتا ہے۔

س۔غیر اللہ پر بھروسہ کرنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیا سلوک کرتا ہے؟

ج۔جب انسان کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے یا اسے کسی چیز کی طلب ہوتی ہے تو اس کے خیالات چاروں طرف دوڑتے ہیں کہ فلاں نبی کو یا فلاں امام کو یا فلاں پیر کو یا فلاں رمال سے یا کاہن سے یا جفار سے پوچھا جائے یا فلاں مولوی سے فال کھلوائی جائے پھر جو کوئی ہر خیال کے پیچھے دوڑتا ہے اللہ پاک اس سے اپنی قبولیت والی نگاہ پھیر لیتا ہے اس کو اپنے مخلص بندوں میں شمار نہیں فرماتا اور اس کے ہاتھ سے اللہ کی تربیت وہدایت کی راہ جاتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ ان خیالات کے پیچھے دوڑتا ہوا تباہ ہو جاتا ہے کوئی دہریہ بن جاتا ہے کوئی

ملحد، کوئی مشرک اور کوئی سب کا منکر ہو جاتا ہے۔

''شفاعت''

س۔کیا اللہ تعالی سفارش قبول کرنے پر مجبور ہے؟

ج۔آڑے وقت کسی سے مراد مانگنا اور جس سے مراد مانگی ہے اس کا مراد کو بر لانا کئی طرح ہے۔جس سے مراد مانگی ہے وہ خود مالک ہو یا اس کا ساجھی ہو یا اس کا مالک پر دباؤ ہو جیسے بادشاہ دیگر امراء کا کہنا مان لیتا ہے کیونکہ وہ اراکین سلطنت ہیں اور ان کے ناراض ہونے سے حکومت کا نظم ونسق بگڑتا ہے یا وہ مالک سے سفارش کرے اور مالک کو اس کی سفارش ماننی ہی پڑتی ہے خواہ دل سے مانے یا نہ مانے مثلاً شہزادیوں سے یا بیگمات سے بادشاہ کو محبت ہوتی ہے اور ان کی محبت کی وجہ سے ان کی سفارش رد نہیں کی جاتی اب غور کرو کہ مشرک اللہ تعالی کو چھوڑ کر جن بزرگوں کو پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں نہ تو وہ کائنات میں مچھر کے ایک پر کے مالک ہیں نہ ان کا رتی بھر ساجھا ہے نہ الٰہی سلطنت کے رکن ہیں اور نہ اللہ تعالی کے

معین و مددگار کہ ان سے دب کر اللہ تعالیٰ ان کی بات مان لے اور نہ بلا اجازت الٰہی سفارش کے لیے لب ہلا سکتے ہیں کہ خواہ مخواہ اس سے کچھ دلا دیں۔

س۔شفاعت وجاہت کسے کہتے ہیں؟

ج۔عوام انبیاء اور اولیاء کی شفاعت پر نازاں ہیں اور شفاعت کے غلط معنی سمجھ کر اللہ کو بھول گئے ہیں درحقیقت شفاعت کے معنی سفارش کے ہیں دنیا میں سفارش کی کئی صورتیں ہیں مثلاً بادشاہ کی نگاہ میں چور کی چوری ثابت ہو جائے اور کوئی امیر یا وزیر اس کی سفارش کر کے سزا سے بچالے بادشاہ تو چور کو سزا ہی دینا چاہتا تھا جیسا کہ آئین حکومت ہے مگر امیر سے دب کر اسے چھوڑ دیتا ہے کیونکہ امیر رکن سلطنت ہے اور اس کی وجہ سے سلطنت میں دن رات ترقی ہو رہی ہے بادشاہ یہ خیال کر کے کہ اس امیر کو ناراض نہیں کرنا چاہیے ورنہ حکومت کے نظم ونسق میں گڑبڑ پیدا ہو جائے گی اور غصے کو پی جانا عین مناسب ہے وہ چور کو معاف فرما دیتا ہے اس قسم کی سفارش کو شفاعت وجاہت

کہا جاتا ہے یعنی امیر کی جاہ وعزت کی وجہ سے اس کی بات مانی گئی۔

س۔کیا اللہ تعالی کے ہاں شفاعت وجاہت ممکن ہے؟

ج۔اللہ عزوجل کے حضور شفاعت وجاہت قطعی طور پر ناممکن ہے جو شخص کسی غیر اللہ کو اس قسم کا شفیع مان لے وہ قطعی مشرک ہے اور بڑا جاہل ہے اس نے الہ کے معنی سمجھے نہیں اور شہنشاہ کی قدرومنزلت پہچانی ہی نہیں اس شہنشاہ (باری تعالی) کی تو یہ شان ہے کہ اگر چاہے تو لفظ کن سے کروڑوں نبی،ولی،جن،فرشتے،جبرئیل اور محمد ﷺ کے برابر ایک آن میں پیدا کردے اور ایک دم میں عرش سے فرش تک ساری کائنات کو زیروزبر کردے اور ایک دوسرا عالم پیدا کردے اس کے تو ارادے ہی سے ہر چیز پیدا ہو جاتی ہے اسے مادے کی اور سامان کی حاجت ہی نہیں اگر آدم سے لے کر قیامت تک کے تمام انسان اور جن جبرئیل وپیغمبر جیسے ہو جائیں تو ان کی وجہ سے اللہ تعالی کی سلطنت میں کچھ بھی رونق نہ بڑھے گی اور اگر سب شیطان ودجال بن جائیں تو اس کی حکومت کی کچھ رونق بھی نہ گھٹے گی وہ ہر حال میں

تمام بڑوں کا بڑا اور تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے نہ کوئی اس کا کچھ بگاڑ سکے اور نہ بنا سکے۔ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے میرے بندو! اگر تم میں سے سب انسان اور جن جو پہلے گزر چکے اور جو آئندہ پیدا ہوں گے اس شخص کی طرح نیک ہو جاتے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے تو یاد رکھو اس سے میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہ ہوتا۔ اے میرے بندو! اگر تم سب انسان اور جن جو پہلے گزر چکے اور جو آئندہ ہوں گے اس شخص کی طرح بدکار ہو جاتے جو تم میں سے سب سے زیادہ بدکار ہے، تو اس سے میری سلطنت میں کچھ بھی کمی نہ آتی۔

س۔ شفاعت محبت کسے کہتے ہیں؟

ج۔ شفاعت محبت یہ ہے کہ کوئی شہزادہ، بیگم یا بادشاہ کا محبوب کھڑا ہو جائے اور چور کو سزا نہ دینے دے بادشاہ اس کی محبت کی وجہ سے اسے ناراض نہ کرنا چاہے اور چور کو معاف فرما دے اس کی سفارش کو شفاعت محبت کہا جاتا ہے بادشاہ نے اس کی محبت سے مجبور ہو کر اس

خیال ہے کہ محبوب کی ناراضگی سے خود مجھے تکلیف پہنچے گی محبوب کی بات مان لی۔

س۔اللہ تعالی کے ہاں شفاعت محبت ممکن ہے؟

ج۔اللہ تعالی کے دربار میں شفاعت محبت ناممکن ہے اگر کوئی کسی نبی یا ولی کو اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی پکا مشرک اور نرا جاہل ہے وہ شہنشاہ اپنے بندوں کو کتنا ہی نوازے کسی کو حبیب، کسی کو خلیل، کسی کو کلیم، کسی کو روح اللہ اور کسی کو وجیہ اللہ کا خطاب عطا فرمائے اور کسی کو رسول کریم مکین، روح القدس اور روح الامین کے معزز القاب سے نوازے مگر مالک، مالک ہی ہے اور غلام، غلام ہی ہے ہر ایک کا اپنا مقام ہے جس سے آگے وہ نہیں بڑھ سکتا غلام جس طرح اسکی رحمت سے متاثر ہو کر مسرت سے جھومتا ہے اسی طرح اس کی ہیبت سے بھی اس کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔

س۔شفاعت بالاذن کسے کہتے ہیں؟

ج۔شفاعت بالاذن یہ ہے کہ چور کی چوری تو ثابت ہو گئی مگر وہ پیشہ

ور چور نہیں ہے، بدقسمتی سے اس سے چوری تو ثابت ہوگئی شرم کے مارے پانی پانی ہے، ندامت سے سر جھکا ہوا ہے دن رات سزا کا خوف اسے کھا رہا ہے آئین کی حرمت کو سر آنکھوں پر رکھتا ہے اور خود کو سیاہ کار، گنہگار اور سزا کا مستحق سمجھ رہا ہے بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر یا وزیر کا رخ نہیں کرتا اور اس کے مقابلے میں کسی کی حمایت کا قائل نہیں، شب و روز بادشاہ ہی کا منہ تک رہا ہے کہ سرکار عالی کے یہاں سے اس خطا کار گنہگار کے لیے کیا سزا تجویز ہوتی ہے بادشاہ کو اس کے حال زار پر ترس آجاتا ہے، اور اس سے درگزر کرنا چاہتا ہے مگر حرمت آئین کا لحاظ رکھنا چاہتا ہے کہ کہیں قانون کا احترام لوگوں کی نگاہ سے گر نہ جائے اب کوئی امیر یا وزیر بادشاہ کا اشارہ پا کر سفارش کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے بادشاہ اس امیر کی عزت افزائی کے لیے بظاہر اس کی سفارش کا نام کر کے چور کا قصور معاف فرما دیتا ہے امیر نے چور کی اس لئے سفارش نہیں کی کہ وہ اس کا رشتہ دار یا دوست آشنا ہے یا اس کی حمایت کا اس نے ذمہ لے لیا تھا بلکہ محض بادشاہ کی

مرضی دیکھ کر سفارش کے لیے کھڑا ہوا ہے کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ کہ چوروں کا حمایتی اس قسم کی سفارش کو شفاعت بالاذن (اجازت ومرضی سے سفارش) کہا جاتا ہے دربار الٰہی میں اس قسم کی سفارش ہو گی قرآن پاک میں جس نبی یا ولی کی شفاعت کا بیان ہے وہ یہی شفاعت ہے۔

س۔کیا قیامت کے دن قرابت کام نہیں دے سکے گی؟

ج۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب آیت (وانذر عشیرتك الاقربین) (اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ) اتری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں کو بلا کر فرمایا کہ اے اولاد کعب بن لوی اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا اے اولاد مرہ بن کعب اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا اے اولاد عبد شمس اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا اے اولاد عبد مناف اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ

کے عذاب سے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔ اے اولاد ہاشم! اپنے نفسوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔ اے اولاد عبد المطلب اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا اے فاطمہ اپنی جان کو عذاب سے بچالے مجھ سے میرا مال لے لے جو کچھ تجھے چاہیے کیونکہ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا (بخاری ومسلم) یعنی جو لوگ کسی بزرگ کے رشتہ دار ہوتے ہیں انہیں بزرگوں کی حمایت کا بھروسہ ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ مغرور ہو کر نڈر ہو جاتے ہیں اسی لیے اللہ پاک نے اپنے محبوب پیغمبر سے فرمایا کہ اپنے رشتہ داروں کو ہوشیار کردیں۔ آپ ﷺ نے ایک ایک کو یہاں تک کہ اپنی لاڈلی صاحبزادی کو بھی صاف صاف بتادیا کہ حق قرابت اسی چیز میں ممکن ہے جو انسان کے اختیار میں ہے میرے اختیار میں میرا مال ہے اس کے دینے میں بخل سے کام نہیں لیتا لیکن اللہ تعالی کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں کسی کی بھی حمایت نہیں کرسکتا

اور کسی کا بھی وکیل نہیں بن سکتا ہر شخص قیامت کے لیے اپنی تیاری کر لے اور دوزخ سے بچنے کی آج ہی فکر کر لے معلوم ہوا کہ کسی بزرگ کی رشتہ داری اللہ تعالی کے ہاں کام آنے والی نہیں جب تک انسان خود نیک عمل نہ کرے بیڑا پار ہونا مشکل ہے۔

س۔کیا اللہ تعالی کو سفارشی بنایا جا سکتا ہے؟

ج۔ایک دفعہ عرب میں قحط پڑ گیا، بارش بند ہو گئی ایک دیہاتی نے آپ ﷺ کے پاس آ کر لوگوں کی حالت زار بیان کی اور آپ سے دعا کو کہا اور یہ بھی کہا کہ ہم آپ کی سفارش اللہ کے پاس چاہتے ہیں اور اللہ کی سفارش آپ کے پاس چاہتے ہیں یہ بات سن کر آپ ﷺ اللہ تعالی کے رعب اور خوف سے کانپنے لگے اور آپ ﷺ کی زبان پر اللہ تعالی کی بڑائی کے کلمات آ گئے حاضرین مجلس کے چہروں پر اللہ تعالی کی عظمت سے تغیر کے آثار پیدا ہو گئے پھر آپ ﷺ نے اس دیہاتی کو سمجھایا کہ اختیار تو مالک ہی کا ہے اگر مالک سفارش کی وجہ سے کام کر دے تو اس کی مہربانی ہے جب یہ کہا گیا کہ ہم اللہ کو پیغمبر

کے پاس سفارشی بنا کر لائے تو گویا مالک و مختار پیغمبر کو بنا دیا گیا حالانکہ یہ شان اللہ تعالی کی ہے آئندہ اس قسم کا کلمہ زبان سے نہ نکالنا اللہ تعالی کی شان بہت ہی بڑی ہے تمام انبیاء اور اولیاء اس کے سامنے ایک ذرّہ سے بھی کمتر ہیں تمام آسمان اور زمین کو اس کا عرش ایک گنبد کی طرح گھیرے ہوئے ہے عرش باوجودیکہ اتنا بڑا ہے مگر پھر بھی اس شہنشاہ کی عظمت کو نہیں سنبھال سکتا اور چرچرا رہا ہے مخلوق کے تصور میں اس کی عظمت نہیں آسکتی اور اس کی عظمت کو اپنے خیالات سے ادا بھی نہیں کرسکتا اس کے کام میں دخل دینا اور اس کی عظیم سلطنت میں ہاتھ ڈالنا تو درکنار۔ وہ شہنشاہ بلا فوج اور لشکر کے اور بلا وزیر و مشیر کے ایک آن میں کروڑہا کام کردیتا ہے بھلا وہ کسی کے پاس آکر سفارش کیوں کرے؟ اور کون اس کے سامنے مختار بن سکتا ہے سبحان اللہ تمام انسانوں میں سب سے افضل انسان محبوب الٰہی احمد مجتبٰی رسول اللہ ﷺ کی تو یہ حالت کہ ایک دیہاتی کے منہ سے ایک نامعقول بات نکل گئی تو آپ ﷺ کے دہشت کے مارے ہوش اڑ

گئے اور آپ عرش تا فرش اللہ تعالیٰ کی جو عظمت بھری ہوئی ہے اس کا بیان کرنے لگے۔

"وسیلہ"

س۔ کیا اللہ تعالیٰ زمینی بادشاہوں جیسا ہے؟

ج۔ اللہ تعالیٰ شہنشاہ حقیقی ہے زمینی بادشاہوں کی طرح مغرور نہیں کہ کوئی کتنا ہی سر مارے مگر غرور کے مارے اس کی طرف توجہ ہی نہ کرے اسی لیے رعایا بادشاہوں سے براہ راست سوال نہیں کرتی بلکہ بواسطہ امراء سوال کرتے ہیں تاکہ انہیں کی خاطر درخواست منظور ہو جائے مگر اللہ کی یہ شان نہیں وہ تو انتہائی لطف و کرم والا اور بڑا ہی مہربان ہے اس تک پہنچنے میں کسی کی وکالت کی ضرورت ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا خیال آئے وہ تو فرداً فرداً ہر ایک کا خیال رکھتا ہے سب کو یاد رکھتا ہے خواہ کوئی سفارش کرے یا نہ کرے وہ پاک و بلند و برتر ہے اور اس کا دربار دنیا کے بادشاہوں جیسا نہیں کہ رعایا کی وہاں تک رسائی نہ ہو سکے اور امراء ہی رعایا پر حکم چلائیں اور رعایا کو ان کے

احکام ماننے ہی پڑیں بلکہ یہ الٰہی دربار ہے اور وہ اپنے بندوں سے قریب تر ہے جو معمولی سا معمولی انسان اس کی طرف دل سے متوجہ ہو وہی اسکی رحمت کو اپنے سامنے پالے۔ اپنی ہی غفلت کے حجاب کے سوا کوئی اور حجاب ہی نہیں۔

س۔ کیا اللہ تعالیٰ کو دنیوی بادشاہوں کی طرح سمجھا جائے؟

ج۔ اللہ تعالیٰ کو دنیوی بادشاہوں کی طرح نہ سمجھو کہ بڑے کام تو خود کرتے ہیں اور چھوٹے کام نوکروں سے کرواتے ہیں اس لیے لوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں میں نوکروں سے التجا کرنی پڑتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کارخانہ ایسا نہیں ہے وہ قادر مطلق تو پلک جھپکنے میں بے شمار چھوٹے بڑے کام ٹھیک فرمادیتا ہے اس کی سلطنت میں کوئی شریک اور ساجھی نہیں اس لیے چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی براہ راست اس سے مانگو کیوں کہ اس کے سوا تو کوئی اور نہ چھوٹی چیز دے سکتا ہے اور نہ بڑی۔

س۔ کیا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ قریب ہے؟

ج۔ہاں اللہ تعالی اپنے بندوں کے سب سے زیادہ قریب ہے اگر کوئی اس سے دور ہے تو محض اپنی غفلت کی وجہ سے دور ہے ورنہ مالک سب سے نزدیک ہے پھر جو کوئی کسی نبی یا ولی کو اس لیے پکارتا ہے کہ وہ اس کو اللہ تعالی سے قریب کر دیں تو یہ نہیں سمجھتا کہ نبی ولی تو پھر بھی اس سے دور ہیں اللہ تعالی تو اس سے بہت ہی قریب ہے، اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک غلام بادشاہ کے پاس تنہا ہے بادشاہ اس کی درخواست سننے کے لیے ہمہ تن متوجہ ہے لیکن وہ کسی امیر کو آواز دے کر پکارتا ہے کہ جناب بادشاہ کے حضور میں میری عرضداشت پیش فرما دیں تمہارا اس غلام کی بابت کیا خیال ہے ظاہر ہے کہ یہ غلام یا تو اندھا ہے یا دیوانہ۔اسی لئے ہر شخص اللہ ہی سے مانگے اور آڑے وقت اسی سے مدد چاہے۔

س۔اللہ تعالی کے سوا کس اور کو حمایتی سمجھنے والا کیسا ہے؟

ج۔حق بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالی انسان کے بہت ہی قریب ہے لیکن مشرکوں نے اس کو چھوڑ کر یہ بات تراشی کہ بزرگ ہمیں اللہ تعالی کے

قریب کر دیں گے اور ان کو اپنا حمایتی سمجھا اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو کہ وہ براہ راست سب کی سنتا ہے اور سب کی امیدیں بر لاتا ہے ٹھکرا دیا اور غیروں سے دعائیں کرنے لگے کہ وہ ان کی امیدیں بر لائیں اور پھر طرّہ یہ کہ غلط اور نا معقول راہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب بھی تلاش کیا جاتا ہے۔ بھلا ان احسان فراموشوں اور جھوٹوں کو کیسے ہدایت ہو سکتی ہے۔ یہ تو اس ٹیڑھی راہ پر جس قدر چلیں گے اسی قدر سیدھی راہ سے دور ہوتے جائیں گے۔

"علم غیب"

س۔ کیا ظاہری چیزوں کا علم انسان کے پاس ہے؟

ج۔ اللہ پاک نے انسان کو ظاہری چیزیں معلوم کرنے کے لیے کچھ چیزیں دی ہیں مثلاً دیکھنے کو آنکھ، سننے کو کان، سونگھنے کو ناک، چکھنے کو زبان، ٹٹولنے کو ہاتھ اور سمجھنے کو عقل بخشی ہے پھر یہ چیزیں انسان کے قبضہ و اختیار میں دے دی ہیں کہ جب چاہے ان سے کام لے سکے، مثلاً آنکھ سے دیکھنا چاہا، آنکھ کھول دی نہ چاہا بند کر لی۔ اسی پر جسم کے

ہر ایک حصہ کو قیاس کرو ۔ اور انسانوں کو ظاہری چیزوں کے معلوم کرنے کی کنجیاں دے دی ہیں جیسے کنجی والے ہی کے اختیار میں تالے کو کھولنا یا نہ کھولنا ہے اس طرح ظاہری چیزوں کا معلوم کرنا انسان کے اختیار میں ہے چاہے معلوم کرے یا نہ کرے ۔

س ۔ کیا غیب کا علم بھی انسان کے اختیار میں ہے؟

ج ۔ غیب کا معلوم کرنا انسان کے اختیار سے باہر ہے اس کی کنجیاں حق تعالی نے اپنے پاس رکھی ہیں کسی بڑے سے بڑے انسان یا مقرب ترین فرشتے کو بھی غیب کے معلوم کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا کہ جب چاہیں اپنی مرضی سے غیب معلوم کرلیں اور جب چاہیں نہ کریں بلکہ اللہ پاک اپنی مرضی سے کبھی کسی کو غیب کی جس قدر بات بتانا چاہتا ہے بتا دیتا ہے یہ غیب کا بتا دینا اللہ کے ارادے پر موقوف ہے کسی کی خواہش پر نہیں ۔

س ۔ کیا ہمارے پیغمبر علیہ السلام غیب جانتے تھے؟

ج ۔ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سرتاج انبیاء ہیں آپ سے بڑے

بڑے معجزے ظاہر ہوئے لوگوں نے آپ ﷺ سے دین کے اسرار و رموز سیکھے لوگوں کو آپ کی راہ چلنے سے بزرگی نصیب ہوئی اللہ تعالی نے آپ ہی سے فرمایا کہ لوگوں کے سامنے اپنا حال بیان فرمادیں کہ مجھے نہ تو کچھ قدرت حاصل ہے اور نہ ہی غیب دان ہوں میری قدرت کا یہاں سے اندازہ لگاؤ کہ میں اپنی جان تک کے لیے نفع ونقصان کا مالک نہیں ، دوسروں کو تو کیا بھلائی برائی پہنچا سکوں گا اگر میں غیب دان ہوتا تو کام سے پہلے اس کا انجام معلوم کرلیا کرتا اگر اس کام کا انجام برا معلوم ہوتا تو اس میں کبھی ہاتھ نہ ڈالتا غیب دانی اللہ تعالی کی شان ہے اور میں پیغمبر ہوں ۔

س ۔کیا نبی ﷺ کو کوئی بات خواہش ہونے کے باوجود معلوم نہ ہوسکی

ج ۔رسول اللہ ﷺ کو بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کو کوئی بات دریافت کرنے کی خواہش ہوئی مگر وہ بات آپ کو معلوم نہ ہوسکی پھر جب ارادہ الٰہی ہوا تو فوراً بتادی گئی ۔عہد رسالت میں منافقوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگایا اس سے آپ کو سخت

صدمہ ہوا آپ نے کئی دنوں تک معاملہ کی کرید کی مگر کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا پھر جب حق تعالی نے چاہا تو وحی بھیج کر بتا دیا کہ منافق کذاب ہیں صدیقہ پاک دامن ہیں اب ایک مسلمان موحد کا یہ عقیدہ ہونا ضروری ہے کہ اللہ نے غیب کے خزانوں کی کنجیاں اپنے ہی پاس رکھی ہیں ان خزانوں کا کسی کو خزانچی نہیں بنایا۔ وہ خود اپنے ہاتھ سے قفل کھول کر کسی کو جس قدر چاہے دیدے اس کا ہاتھ کون پکڑ سکتا ہے۔

س۔ علم غیب کے متعلق نبی ﷺ کے کیا ارشادات ہیں؟

ج۔ ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ سے روایت ہے کہ میری رخصتی کے وقت رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے پھر میرے بستر پر میرے پاس اتنے نزدیک بیٹھے جس طرح تم بیٹھے ہو ہماری کچھ بچیاں دف بجا بجا کر بدر کے مقتولوں کا واقعہ بیان کرنے لگیں ایک نے یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارا نبی کل کی بات جانتا ہے فرمایا یہ بات چھوڑ دے اور جو پہلے کہہ رہی تھی وہی کہتی رہ (بخاری)

یعنی ربیع انصاریہ کی شادی کے موقعہ پر نبی اکرم ﷺ ان

کے پاس آبیٹھے۔بچیوں نے گانے میں یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارا نبی کل کی بات جانتا ہے آنحضرت ﷺ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ یہ بات نہ کہہ معلوم ہوا کہ کسی بڑے سے بڑے انسان کے بارے میں یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب دان ہے، شعراء رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں جو آسمان و زمین کے قلابے ملایا کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ بطور مبالغہ ایسا کہا گیا یہ غلط ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی تعریف کا اسی قسم کا شعر بچیوں کو بھی نہ پڑھنے دیا چہ جائیکہ عاقل شاعر اس قسم کے اشعار کہے یا سنے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس نے تمہیں خبر دی کہ محمد رسول اللہ ﷺ ان پانچ باتوں کو جانتے تھے جن کی اللہ تعالی نے اس آیت ''ان اللــــه عنده علم الساعة '' میں خبر دی ہے اس نے بڑا زبردست بہتان باندھا۔(بخاری)

ام علاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے

ساتھ کیا پیش آئے گا اور تمہارے ساتھ کیا ہو گا (بخاری)

یعنی اللہ تعالی بندوں سے دنیا 'قبر یا آخرت میں جو معاملہ کرے گا اس کا حال کسی کو بھی معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال معلوم نہ دوسروں کا حال معلوم اگر وحی کے ذریعے کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں کا انجام بخیر ہے تو وہ ایک مجمل علم ہے اس سے زیادہ معلوم کرنا ان کے بس سے باہر ہے۔

س ۔چاہت اور غیب کی چیزوں کے بارہ میں کیا کہا جائے ؟

ج ۔یعنی شان الوہیت میں کسی مخلوق کا دخل نہیں خواہ کتنا ہی بڑا اور کیسا ہی مقرب کیوں نہ ہو یہ نہ کہا جائے کہ اللہ اور رسول چاہے گا تو کام ہو جائے گا کیونکہ دنیا کا سارا کاروبار اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا یا اگر کوئی شخص پوچھے کہ فلاں کے دل میں کیا ہے یا فلاں کی شادی کب ہو گی یا فلاں درخت پر کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یوں نہ کہے کہ اللہ اور رسول ہی جانیں کیونکہ غیب کی بات کی اللہ ہی کو خبر ہے

رسول کو خبر نہیں اگر دینی باتوں میں یوں کہہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ نے اپنے رسول کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے۔

س ۔غیب دانی کا دعوی کرنے والا کیسا ہے؟

ج ۔غیب دانی کا دعویٰ کرنے والے سب جھوٹے ہیں ۔کشف ، کہانت رمل ، نجوم ، فالیں سب جھوٹ ، مکر اور شیطانی جال ہیں مسلمانوں کو ان میں ہرگز نہیں پھنسنا چاہیے اگر کوئی شخص غیب دانی کا دعویٰ نہ کرے اور غیب کی بات معلوم کرنے کے اختیار کا بھی دعویٰ نہ کرے اور یہ دعویٰ کرے کہ حق تعالی نے جو بات مجھے بتائی ہے وہ میرے اختیار میں نہ تھی کہ جب چاہتا معلوم کرلیتا تو یہ شان بھی صرف انبیاء علیہم السلام کی ہے جن پر وحی اترتی ہے۔

س ۔کیا علم غیب کا مدعی جھوٹا ہے؟

ج ۔جو یہ دعویٰ کرے کہ میں ایسا علم جانتا ہوں جس سے غیب معلوم کرلیتا ہوں اور ماضی و مستقبل کی باتیں بتا سکتا ہوں وہ جھوٹا ہے اور الوہیت کا دعویٰ کرتا ہے اگر کسی نبی یا ولی یا جن یا فرشتے یا امام یا

بزرگ یا پیر یا شہید یا نجومی یا رمال یا جفار یا فال کھولنے والا یا پنڈت کو ایسا مان لیا جائے تو ماننے والا مشرک ہوتا ہے۔

س۔کیا نجومی بھی غیب نہیں جانتے؟

ج۔اگر اتفاق سے کسی نجومی وغیرہ کی بات صحیح بھی ہو جائے تو اس سے ان کی غیب دانی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ زیادہ تر ان کی باتیں غلط ہی ہوتی ہیں۔معلوم ہوا کہ علم غیب ان کے بس کی بات نہیں۔اس لیے کہ اندازہ کبھی ٹھیک اور کبھی غلط بھی ہو جاتا ہے کہانت، کشف اور قرآن پاک سے فال لینے کا بھی یہی حال ہے لیکن وحی کبھی غلط نہیں ہوتی اور وہ ان کے قابو میں نہیں ، اللہ پاک اپنی مرضی کے مطابق جو چاہتا ہے بتا دیتا ہے۔کسی کی خواہش پر وحی کا دارومدار نہیں۔

س۔قیامت کب آئے گی؟

ج۔غیب کی باتوں کی خبر اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اس کے سوا کوئی غیب دان نہیں چنانچہ قیامت کی خبر بھی جس کا آنا عوام میں مشہور ہے اور یقینی ہے کسی کو نہیں معلوم کہ کب آئے گی پھر اور چیزوں کا تو کیا کہنا مثلاً فتح

وشکست کا، صحت ومرض کا اور اسی قسم کی دوسری باتوں کا بھی کسی کو علم نہیں یہ باتیں نہ تو قیامت کی طرح مشہور ہیں اور نہ یقینی ہیں ۔

س ۔بارش کب برسے گی؟

ج ۔بارش کی کسی کو خبر نہیں کہ کب ہوگی حالانکہ موسم بھی مقرر ہے اور اکثر موسم میں بارش ہوتی بھی ہے ۔اکثر لوگوں کو اس کی خواہش بھی رہتی ہے اگر اس کا وقت کسی طرح معلوم ہوسکتا تو کسی نہ کسی کو ضرور معلوم ہو جاتا پھر جو بے موسم کی چیزیں ہیں اور تمام لوگوں کی خواہش ان سے وابستہ بھی نہیں مثلاً کسی شخص کی موت وحیات یا اولاد کا ہونا یا نہ ہونا یا مالدار ونادار ہونا یا فتح وشکست کا ہونا ان چیزوں کی بھلا کسی کو کیسے خبر ہوسکتی ہے ۔

س ۔کیا کوئی جان سکتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟

ج ۔ماں کے پیٹ میں بچے کو بھی کوئی نہیں جانتا کہ ایک ہے یا ایک سے زیادہ ،نر ہے یا مادہ ، کامل ہے یا ناقص اور خوبصورت ہے یا بد صورت حالانکہ حکماء ان تمام باتوں کے اسباب بتاتے ہیں لیکن

خصوصیت سے کسی کا حال معلوم نہیں، پھر انسان کے اندرونی حالات بھلا کوئی کیسے معلوم کر سکتا ہے مثلاً خیالات، ارادے، نیتیں اور ایمان و نفاق کا حال۔

س۔کیا کوئی جانتا ہے کہ کل وہ کیا کرے گا؟

ج۔کوئی بھی خود یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا تو وہ دوسروں کا حال کیسے جان سکتا ہے اور انسان جب اپنے مرنے کی جگہ نہیں جانتا تو پھر بھلا مرنے کا دن یا وقت کیسے جان سکتا ہے بہر حال اللہ کے سوا کوئی آئندہ کی باتیں اپنے اختیار سے نہیں جانتا۔

''قسم' نجوم' فال اور چھوت چھات''

س۔غلطی سے غیر اللہ کی قسم کھائے تو کیا کرے؟

ج۔زمانہ جاہلیت میں بتوں کی قسمیں کھائی جاتی تھیں اسلام میں آکر کسی مسلمان کے منہ سے عادت کے مطابق غیر شعوری طور پر بتوں کی قسم نکل جائے تو فوراً لا الہ الا اللہ پڑھ کر توحید کا اقرار کرلیں معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی چیز کی قسم نہ کھائی جائے اگر غیر شعوری طور پر غیر

اللہ کی قسم زبان سے نکل جائے تو فوراً توبہ کی جائے مشرکوں میں جن کی قسمیں کھائی جاتی ہیں ان کی قسم کھانے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔

س۔کیا نجومی ساحر اور کاہن کافر ہیں؟

ج۔قرآن پاک میں تاروں کا بیان ہے کہ ان سے اللہ تعالی کی قدرت و حکمت معلوم ہوتی ہے، ان سے آسمان کی خوبصورتی ہے اور ان سے شیطان کو مار مار کر بھگا دیا جاتا ہے یہ بیان نہیں ہے کہ انہیں کارخانہ قدرت میں دخل ہے دنیا کی بھلائی برائی انہیں کے اثرات ہیں اب اگر کوئی تاروں کے پہلے فوائد چھوڑ کر یہ کہے کہ انہیں کی تاثیرات عالم میں کارفرما ہے اور غیب کا دعویٰ کرے جس طرح جاہلیت میں جنوں سے پوچھ پوچھ کر کاہن غیب کی باتیں بیان کیا کرتے تھے اسی طرح نجومی تاروں سے معلوم کرکے بتاتے ہیں گویا کاہن، نجومی، رمال، جفار سب کی ایک ہی راہ ہے کاہن جادوگروں کی طرح جنوں سے دوستی گانٹھتا ہے اور جنوں سے دوستی ان کو مانے بغیر پیدا نہیں ہوتی جب ان کو پکارا جائے تو دوستی پیدا ہوتی ہے لہذا یہ

کفر وشرک کی باتیں ہیں اور ایسے لوگ کافر ومشرک ہیں اللہ تعالی مسلمانوں کوشرک سے محفوظ رکھے ۔(آمین)

س ۔نجوم اور رمل پر اعتقاد کا گناہ کتنا بڑا ہے؟

ج ۔جو شخص غیب کی باتیں بتانے کا دعویدار ہے اگر اس سے کسی نے جا کر کچھ پوچھ لیا تو اس کی چالیس دن تک عبادت قبول نہیں رہی کیونکہ اس نے شرک کیا اور شرک عبادتوں کا نور مٹا دیتا ہے نجومی رمال ،جفار، فال کھولنے والے، نامہ نکالنے والے اور کشف والے سب عرّاف میں داخل ہیں ۔

س ۔کیا شگون اور رفال کفر کی رسمیں ہیں؟

ج ۔عرب میں شگون لینے کا بہت رواج تھا اور ان کا شگون پر بڑا اعتقاد تھا اس لیے آپ ﷺ نے کئی بار فرمایا کہ یہ شرک ہے تاکہ لوگ باز آجائیں ۔

س ۔کیا چھوت چھات اور نحوست ہے؟

ج ۔عرب کا عقیدہ تھا کہ جس مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے اس کی کھوپڑی

سے روح نکل کر فریاد کرتی پھرتی ہے اس کو ہامہ کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے معلوم ہوا کہ تناسخ بھی قطعی بے بنیاد ہے عرب میں بعض بیماریوں کے جیسے کھجلی، کوڑھ وغیرہ کے متعلق یہ خیال تھا کہ ایک دوسرے کو لگ جاتی ہیں فرمایا یہ بات بھی غلط ہے معلوم ہوا کہ لوگوں میں جو یہ بات عام طور پر مروّج ہے کہ چیچک والے سے پرہیز کرتے ہیں اور بچوں کو اس کے پاس جانے نہیں دیتے یہ کفر کی رسم ہے اس کو نہ ماننا چاہیے (یعنی یہ عقیدہ نہیں رکھنا چاہیے کہ فلاں شخص کی بیماری ہمیں خود بخود، بغیر اللہ کے حکم کے لگ جائے گی کیونکہ بیماریاں اللہ تعالی کے حکم سے لگتی ہیں) لوگ بعض بیماریوں کو بلا کا اثر خیال کرتے ہیں مگر یہ بات غلط ہے جاہلیت میں ماہ صفر کو منحوس خیال کرتے تھے اور اس میں کوئی کام نہیں کرتے تھے یہ بھی غلط ہے معلوم ہوا کہ صفر کے تیرہ دنوں کو منحوس سمجھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ان میں بلائیں اترتی ہیں اسی وجہ سے ان کا نام بھی تیرہ تیزی رکھا گیا کہ ان کی تیزی سے کام بگڑ جاتے ہیں غلط ہے اسی طرح کسی چیز کو یا

تاریخ کو یا دن کو یا ساعت کو منحوس سمجھنا سب شرک کی باتیں ہیں۔

س۔کیا کوڑھی کے مرض والے کے ساتھ کھانا کھایا جا سکتا ہے؟

ج۔ ہمارا اعتماد وتوکل اللہ پر ہے وہ جسے چاہے بیمار کر دے اور جسے چاہے تندرست کر دے ہم کسی کے ساتھ کھانے سے پرہیز نہیں کرتے اور بیماری کے لگ جانے کو نہیں مانتے۔

"تصویر کشی اور نام"

س۔تصویر کے متعلق نبی ﷺ کا کیا حکم ہے؟

ج۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک غالیچہ خریدا جس میں تصویریں تھیں جب اس کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو آپ ﷺ کے چہرے سے کراہت محسوس کی میں نے کہا یا رسول اللہ میری توبہ ہے میں نے کیا گناہ کیا ہے فرمایا یہ غالیچہ کیسا ہے؟ فرماتی ہیں میں نے کہا میں نے اس کو آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور تکیہ بنائیں فرمایا ان تصویر والوں پر قیامت کے دن یہ عذاب ہوگا کہ ان سے کہا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں کو زندہ کرو فرمایا

جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے (بخاری)

مشرک چونکہ اکثر مورتیاں پوجتے ہیں اس لیے فرشتوں اور نبیوں کو تصویروں سے گھن آتی ہے اس لیے فرشتے نہیں آتے تصویر بنانے والوں پر عذاب ہوگا کہ سامان بت پرستی مہیا کرتے ہیں معلوم ہوا کہ تصویر خواہ پیغمبر کی ہو یا امام وولی کی ہو یا قطب و پیر کی ہو حرام ہے اور اس کا رکھنا بھی حرام ہے جو لوگ اپنے بزرگوں کی تصویروں کی تعظیم کرتے ہیں اور بطور تبرک اپنے پاس رکھتے ہیں وہ سراسر گمراہ اور مشرک ہیں۔ پیغمبر اور فرشتے ان سے گھن کرتے ہیں۔ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ہر قسم کی تصویر کو گند سمجھ کر اپنے گھر سے دور کر دے تا کہ رحمت کے فرشتے بھی اس گھر میں آئیں جائیں اور گھر میں برکت ہو۔

س۔ تصویر بنانے والے کا گناہ بیان کریں؟

ج۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے نبی کو یا جس کو نبی نے قتل کیا یا جس نے اپنے

باپ کو یا ماں کو قتل کیا اور تصویریں بنانے والوں کو اور اس عالم کو بھی جو اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھائے (بیہقی)

یعنی تصویر بنانے والا بھی ان بڑے بڑے گناہگاروں میں داخل ہے تو جو گناہ قاتلِ پیغمبر کو ہوگا وہی گناہ تصویریں بنانے والوں کو ہوگا۔

ج۔تصویر بنانے والے کو قیامت کے دن کیا حکم ہوگا؟

ج۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ اللہ نے فرمایا اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو میری طرح پیدا کرنے کی کوشش کرے بھلا کوئی ایک ذرّہ یا ایک دانہ یا ایک جو تو پیدا کر کے دکھائے (بخاری۔مسلم)

یعنی مصور درپردہ الوہیت کا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ کے پیدا کرنے کی طرح چیزیں پیدا کرنا چاہتا ہے یہ بڑا گستاخ اور کذاب ہے ایک دانہ تک بنانے کی قدرت نہیں۔نقل اتارتا ہے ایسے نقال ملعون پر اللہ کی لعنت ہے۔

س۔اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارے نام کونسے ہیں؟

ج ۔اللہ کا بندہ یا رحمٰن کا بندہ کتنا پیارا نام ہے انہیں ناموں میں عبد القدوس ، عبد الجلیل ، عبدالخالق ، الٰہی بخش ، اللہ دیا ، اللہ دادو غیرہ داخل ہیں جن میں اللہ کی طرف نسبت ظاہر ہوتی ہے ۔

س ۔کیا مخلوق کے 'شہنشاہ 'معبود' بے پرواہ جیسے نام رکھے جا سکتے ہیں؟

ج ۔ ہر فیصلہ کا چکا دینا اور جھگڑے کا مٹا دینا اللہ ہی کی شان ہے جس کا ظہور آخرت میں ہو گا کہ وہاں اگلے پچھلے سارے جھگڑے طے ہو جائیں گے ایسی کسی مخلوق میں طاقت نہیں ہے معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ ہی کی شان کے لائق ہے اسے کسی غیر کے لیے استعمال نہ کیا جائے شہنشاہ اللہ تعالی ہی کو کہا جائے سارے جہاں کا رب ہے جو چاہے کر ڈالے یہ جملہ اللہ تعالی ہی کی شان میں بولا جا سکتا ہے اسی طرح معبود بڑا دانا بے پرواہ وغیرہ الفاظ اللہ تعالی ہی کی شان کے لائق ہیں ۔

س ۔کیا کسی کو اپنا بندہ اور بندی کہنا جائز ہے؟

ج ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی عبدی و امتی (میرا بندہ ۔میری بندی) نہ

کہے تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری ساری عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں غلام اپنے سیّد کو اپنا مالک نہ کہے کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہے (مسلم)

معلوم ہوا کہ غلام کو بھی آپس میں ایسی گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے کہ میں فلاں کا بندہ ہوں اور فلاں میرا مالک ہے پھر خواہ مخواہ بندہ بنا عبدالنبی، بندہ علی، بندہ حضور، پرستار خاص، امرد پرست، زن پرست ، پیر پرست خود کو کہلوانا اور ہر کسی کو خداوند خدایگان اور داتا کہہ دینا کس قدر بے جا ہے اور کتنی بڑی گستاخی ہے ذرا ذرا سی بات میں کہنا کہ تم ہماری جان اور مال کے مالک ہو ہم تمہارے بس میں ہیں جو چاہو یہ سب باتیں محض جھوٹ اور شرک پر مبنی ہیں۔

''گستاخی''

س۔ بارگاہ الٰہی میں لوگوں کا کیا حال ہوگا ہے؟

ج۔ بارگاہ الٰہی میں لوگوں کا یہ حال ہے کہ اس کے حکم کے آگے سب کے ہوش اڑ جاتے ہیں اور بدحواس و مرعوب ہو جاتے ہیں احترام و

دہشت کی وجہ سے دوسرے سے پوچھنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی بلکہ دوسری دفعہ پوچھنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی بلکہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ رب نے کیا کہا اور تحقیق کے بعد آمنا و صدقنا ہی کہنا پڑتا ہے چہ جائیکہ بات الٹی جائے یا کوئی وکالت و حمایت کی جراءت کرے۔

س۔رب کے بارے میں بعض لوگوں کے کیا غلط نظریات ہیں؟

ج۔بعض لوگ اللہ تعالی سے بھائی بندی کا سا یا دوستی کا سا رشتہ سمجھ رہے ہیں اور بڑھ بڑھ کر باتیں بناتے رہتے ہیں کوئی کہتا ہے میں نے رب کو ایک کوڑی میں خرید لیا کوئی کہتا ہے میں رب سے دو برس بڑا ہوں کوئی کہتا ہے میرا رب میرے پیر کی صورت کے علاوہ اور صورت میں ظاہر ہو تو میں کبھی اسے نہ دیکھوں اور کسی نے یہ شعر کہا ہے

دل از مہر محمد ریش دارم ۔رقابت با خدائے خویش دارم

میرا دل محمد ﷺ کی محبت سے زخمی ہے میں اپنے رب سے رقابت رکھتا ہوں اور کسی نے کہا۔با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار۔

یعنی: رب کے ساتھ دیوانہ محمد ﷺ کے ساتھ ہوشیار رہ۔

کوئی حقیقت محمدیہ کو حقیقت الوہیت سے افضل بتاتا ہے اللہ تعالیٰ کی پناہ، اللہ تعالیٰ کی پناہ ان مسلمانوں کو کیا ہو گیا قرآن پاک کے ہوتے ہوئے ان کی عقلوں پر پتھر کیوں پڑ گئے یہ گمراہیاں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم گشت از فضل رب

ہم اللہ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں بے ادب رب کے فضل سے محروم رہ جاتا ہے۔

س۔ نبی ﷺ کے بارے میں بعض گستاخوں کے نظریات بیان کریں؟

ج۔ بعض گستاخوں نے سرکار رسالت کی شان میں بعینہ ایسا کہا۔ کہ پیغمبروں کے روپ میں ہر زمانے میں رب ہی آتا جاتا رہا آخیر میں وہ عرب جیسی شکل میں آکر جہاں کا بادشاہ بن گیا۔ کسی نے یہ کہا۔

یعنی آپ حادث بھی ہیں اور قدیم بھی، ممکن بھی ہیں اور واجب بھی

لاحول ولا قوۃ الا باللہ ایسے شرکیہ کلمے بولے جاتے ہیں جو نہ آسمان سے اٹھ سکیں اور نہ زمین سے۔اللہ پاک مسلمانوں کو سمجھ دے (آمین) بلکہ بعض کذابوں نے ایک حدیث تراش کو خود پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف منسوب کردی کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''انا احمد بلا میم '' میں بلا میم کا احمد ہوں یعنی میں احد ہوں اسی طرح لوگوں نے ایک لمبی چوڑی عربی عبارت کا نام خطبۃ الافتخار رکھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کردیا سبحانک ھذا بھتان عظیم (اے رب تو ہر طرح کے شرک سے پاک ہے تجھ پر بڑا بھاری بہتان لگایا گیا ہے)یا رب حق کا بول بالا اور جھوٹوں کا منہ کالا ہو۔آمین۔

س۔نبی ﷺ نے اپنے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟

ج۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے اس مرتبے سے آگے بڑھاؤ جس پر اللہ تعالی نے مجھے رکھا ہے میں محمد ہو عبداللہ کا بیٹا ہوں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔(رزین)

یعنی جس طرح اور بڑے لوگ اپنی تعریف میں مبالغہ سے خوش ہوتے ہیں مجھے اپنی تعریف میں مبالغہ ذرّہ برابر بھی پسند نہیں ان مبالغہ کرنے والوں کو تو دین سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا خواہ دین رہے یا نہ رہے لیکن پیغمبر اسلام ﷺ اپنی امت پر بڑے شفیق و مہربان ہیں آپ ﷺ کو رات دن یہی فکر دامنگیر تھا کہ امت کا دین سنور جائے جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ میرے امتی مجھ سے بڑی محبت کرتے ہیں اور میرے بہت ہی احسان مند ہیں اور یہ بھی معلوم تھا کہ محب محبوب کو خوش کرنے کے لئے آسمان اور زمین کے قلابے ملایا کرتا ہے ایسا نہ ہو یہ تعریف میں حد سے بڑھ جائیں جس سے اللہ تعالی کی شان میں بے ادبی ہو جائے جس سے ان کا دین غارت ہو جائے اور میری ناراضگی بھی واجب ہو جائے اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مبالغہ پسند نہیں، میرا نام محمد ﷺ ہے میں خالق یا رزاق نہیں، میں عام لوگوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور میرا شرف بندہ ہونے ہی میں ہے البتہ عوام سے میں اس بات میں جدا ہوں

کہ میں اللہ کے احکام کو جانتا ہوں لوگ نہیں جانتے لہذا انہیں مجھ سے اللہ کا دین سیکھنا چاہیے۔

اے اللہ تعالی ہمارے آقا پر رحمت و سلامتی کی بارش فرما جس طرح آپ ﷺ نے ہم جیسے جاہلوں کو دین سکھانے کے لیے سر توڑ کوششیں کیں ان کی قدر دانی کرنے والا تو ہی ہے اے بلند و برتر مالک! ہم تیرے عاجز بندے ہیں ہمارے اختیار میں کچھ نہیں جس طرح تو نے ہمیں اپنے فضل و کرم سے شرک و توحید کا مطلب خوب سمجھایا لا الہ الا اللہ کے تقاضوں سے خوب خبردار کیا اور مشرکوں سے نکال کر موحد و پاک صاف بنایا، اسی طرح اپنے فضل و کرم سے ہمیں بدعت و سنت کے معنی اچھی طرح سمجھا کلمہ محمد رسول اللہ ﷺ کے تقاضوں سے آگاہ فرما، اور بدعتیوں اور ملحدوں سے نکال کر ہمیں تابعدار قرآن و حدیث بنا آمین ثم آمین۔

س۔عیسائیوں نے اپنے نبی کے ساتھ کیا کیا؟

ج۔پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی امت سے فرمایا کہ عیسائیوں کی سی چال

نہ چلنا اور میری تعریف میں حد سے نہ بڑھ جانا کہ اللہ نہ کرے مردود بارگاہ الٰہی ہو جاؤ لیکن ہزار افسوس کہ اس امت کے بے ادبوں نے آپ ﷺ کا کہنا نہیں مانا اور عیسائیوں کی سی چال چلنا شروع کر دی عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے روپ میں ظاہر ہوا تھا وہ ایک طرح سے انسان ہیں اور ایک طرح سے رب ہیں۔

س۔ عیسائیوں کا عیسیٰ علیہ السلام کو رب مان لینے والے کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟

ج۔ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دونوں جہان کا اختیار ہے اگر کوئی ان کو مان کر ان سے التجا کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ضرورت نہیں گناہ اس کے ایمان میں خلل نہیں ڈالتا اس کے حق میں حرام و حلال کا امتیاز اٹھ جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا سانڈ بن جاتا ہے جو چاہے کرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخرت میں اس کی سفارش کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھڑا لیں گے جاہل مسلمان بعینہ یہی عقیدہ پیغمبر ﷺ کے بارے میں رکھتے ہیں بلکہ اماموں اور اولیاء

کے حق میں بھی ان کا یہی عقیدہ ہے۔ بلکہ ہر پیر اور شیخ کے حق میں ان کا یہی عقیدہ ہے۔ اللہ تعالی ہدایت دے۔

’’شیطان‘‘

س۔ شیطان انسان کو کیسے گمراہ کرتا ہے؟

ج۔ یہ انسان کا دشمن بھلا کیسے اس کا بھلا چاہے گا یہ تو اللہ تعالی کے سامنے کہہ چکا ہے کہ میں تیرے بہت سے بندوں کو اپنا بندہ بنالوں گا ان کی عقلیں ایسی ماروں گا کہ اپنے خیالات ہی کو ماننے لگیں گے میرے نام کے جانور مقرر کریں گے جن پر میری نیاز کا نشان ہوگا مثلاً اس کا کان چیر ڈالیں گے یا کاٹ ڈالیں گے یا اس کے گلے میں کمر بند ڈال دیں گے ماتھے پر مہندی لگا دیں گے بہر حال وہ علامت جو یہ بتائے کہ یہ جانور فلاں کی نیاز کا ہے اسی میں داخل ہے شیطان یہ بھی کہہ آیا ہے کہ میرے اثر سے لوگ اللہ تعالی کی بنائی ہوئی شکل کو بگاڑ ڈالیں گے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھ لے گا۔ کوئی کسی کے نام پر ناک یا کان چھدوالے گا، کوئی داڑھی منڈوائے گا، کوئی چار ابرو صاف

کر کے فقیری کا اظہار کرے گا یہ سب شیطانی باتیں ہیں اور اسلام کے خلاف ہیں پھر جس نے اللہ جیسے کریم کو چھوڑ کر شیطان جیسے دشمن کی راہ اختیار کی اس نے صریح دھوکہ کھایا کیوں کہ اول تو شیطان دشمن ہے دوسرے اس میں بجز وسوسے ڈالنے کے اور کوئی قدرت بھی نہیں ۔

س ۔شیطان انسان کو کیسے بہلاتا ہے؟

ج ۔جھوٹے سچے وعدوں سے انسان کو وقتی طور پر بہلا دیتا ہے کہ فلاں کو مانو گے تو یہ ہوگا اور فلاں کو مانو گے تو یہ ہوگا اور لمبی لمبی آرزوئیں دلاتا ہے کہ اگر اتنے پیسے ہوں تو ایسا باغ تیار ہو جائے گا خوبصورت محل بن جائے گا چونکہ یہ امیدیں پوری ہوتی نہیں اس لیے انسان گھبرا کر اللہ تعالی کو بھول کر غیروں کی طرف دوڑنے لگتا ہے اور ہوتا وہی ہے جو مقدر میں ہے کسی کے ماننے یا نہ ماننے سے کچھ نہیں ہوتا یہ تو محض ایک شیطانی وسوسہ اور اس کا مکروفریب ہے ان باتوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ انسان شرک میں گرفتار ہو کر جہنمی بن جاتا ہے اور شیطانی جال میں اس بری طرح سے پھنس جاتا ہے کہ لاکھ ہاتھ پاؤں مارے

مگر رہائی نصیب نہیں ہوتی۔

س۔کیا شیطان قیامت کے قریب بھلائی کا حکم دے گا؟

ج۔یعنی آخری زمانے میں ایمان دار ختم ہو جائیں گے بے ایمان اور بے وقوف رہ جائیں گے جو دوسروں کا مال ہڑپ کر جائیں گے اور ذرا نہ شرمائیں گے اور ان سے بھلائی و برائی کی تمیز جاتی رہے گی پھر شیطان بزرگ کی شکل میں آکر انہیں سمجھائے گا کہ دیکھو بے دینی بڑی بری بات ہے دیندار بنو آخر اس کے کہنے سننے سے دین کا شوق پیدا ہوگا مگر قرآن و حدیث پر نہیں چلیں گے بلکہ اپنی عقل سے دینی باتیں تراشیں گے اور شرک میں گرفتار ہو جائیں گے مگر اس حالت میں ان کی روزی میں اور فراخی ہوگی اور زندگی بڑے چین اور آرام سے گزر رہی ہوگی وہ سمجھیں گے کہ ہماری راہ درست ہے اللہ تعالی ہم سے راضی ہے جب ہی تو ہماری حالت سنور گئی آخر کار اور شرک میں ڈوبیں گے کہ جوں جوں رسموں کو مانتے ہیں ہماری مرادیں پوری ہوتی ہیں اس لیے مسلمان کو اللہ سے ڈرنا چاہیے کہ وہ کبھی ڈھیل دے

کر پکڑتا ہے۔

”تقدیر“

س۔کیا تقدیر کا لکھا ہوا مٹ سکتا ہے؟

ج۔تقدیر کا لکھا ہرگز نہیں مٹ سکتا۔اگر تمام دنیا مل کر کسی کو نفع یا نقصان پہنچائے تو تحریر تقدیر سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔معلوم ہوا کہ تقدیر کو بدلنے کی کسی میں طاقت نہیں جس کے مقدر میں اولاد نہیں اسے کون اولاد دے اور جس کے مقدر میں عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا،کون ہے جو اس کی مدت حیات میں اضافہ کردے؟ پھر یہ کہنا کہ اللہ نے اپنے ولیوں کو تقدیر بدل ڈالنے کی طاقت بخشی ہے غلط ہے۔

س۔کیا دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے؟

ج۔بات یہ ہے کہ حق تعالی کبھی اپنے ہر بندے کی دعا قبول فرماتا ہے اور انبیاء اولیاء کی اکثر دعائیں قبول فرمالیتا ہے دعا کی توفیق بھی وہی دیتا ہے اور قبول بھی وہی فرماتا ہے دعا کرنا اس کے بعد تقدیر بدلنا دونوں باتیں تقدیر میں لکھی ہوئی ہیں دنیا کا کوئی کام تقدیر سے باہر

نہیں کسی میں کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، نبی ہو یا ولی۔ہاں اللہ سے دعا مانگے بس اسے اتنی ہی طاقت ہے اس کے بعد مالک و مختار کو اختیار ہے چاہے ازراہ مہربانی قبول فرمالے اور چاہے تو ازراہ حکمت قبول نہ فرمائے۔

"رسم و رواج"

س۔کیا رسم و رواج کے مقابلے میں شریعت کو مانا جائے؟

ج۔احکام شریعہ کو چھوڑ کر رسم و رواج کی پابندی بڑا بھاری جرم ہے سارے نبی اور ولی اس سے متنفر ہیں وہ ہرگز ہرگز ایسے لوگوں کے شفیع نہیں بنتے جو رسم و رواج کو نہ چھوڑیں اور احکام شرعیہ کو پامال کریں بلکہ وہ الٹے ان کے دشمن ہو جاتے ہیں اور ان سے ناراض ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کی بزرگی اسی بات پر موقوف تھی کہ وہ اللہ تعالی کی شریعت کو سب پر مقدم رکھتے تھے، بیوی بچوں کو، مریدوں کو، شاگردوں کو، نوکر چاکر کو اور یار دوستوں کو اللہ کے لیے چھوڑ دیتے تھے اور جب وہ لوگ اللہ تعالی کی مرضی کے خلاف کام کرتے تھے تو یہ

ان کے دشمن بن جاتے تھے بھلا غیر اللہ کو پکارنے والوں میں کیا خوبی ہے کہ بڑے بڑے لوگ ان کے حمایتی بن کر اللہ تعالی کی مرضی کے خلاف ان کی طرف سے اللہ تعالی سے جھگڑیں ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ وہ تو ان کے دشمن ہیں اللہ ہی کے لیے محبت اور اللہ ہی کے لیے دشمنی ان کی شان ہے اگر کسی کے بارے میں اللہ کی یہی رضا ہے کہ وہ انہیں جہنم میں گرانے کو تیار ہے وہ تو اللہ تعالی کی مرضی کے تابع ہیں جدھر اس کی رضا ہوگی اُدھر ہی جھکیں گے۔

س۔خودساختہ رسموں کو ماننا کیسا ہے؟

ج۔کسی کی راہ و رسم کا نہ ماننا اور اللہ تعالی ہی کا قانون ماننا انہیں چیزوں میں سے ہے جن کو اللہ پاک نے اپنی تعظیم کے لیے مقرر فرما دیا ہے اگر کوئی یہی معاملہ کسی مخلوق سے کرے گا تو پکا مشرک ہوگا انسانوں تک احکام الٰہی کا پہنچنا رسولوں ہی کے واسطے سے ممکن ہے اگر کوئی امام‘مجتہد‘مولوی‘ملا‘ پیر و مشائخ‘باپ دادا‘ کسی بادشاہ یا وزیر ‘پادری یا پنڈت کی بات کو یا ان کی رسموں کو احکام شرعیہ پر مقدم سمجھے

اور قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے پیر و مشائخ اور اماموں کے اقوال کو پیش کرے یا پیغمبر کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ شریعت ان ہی کے احکام ہیں وہ اپنی مرضی سے جو جی چاہتا تھا کہہ دیتے تھے اور اس کا ماننا امت پر فرض ہو جاتا تھا ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ حقیقی حاکم اللہ ہے اور نبی محض لوگوں کو اللہ کے احکام بتانے والا ہوتا ہے لہذا جو رسم قرآن و حدیث کے خلاف ہو اسے چھوڑ دیا جائے۔

''قرآن و حدیث''

س۔ بندے کون ہیں؟

ج۔ انسان سب ہی اللہ تعالی کے بندے ہیں بندے کا کام بندگی بجا لانا ہے جو بندگی سے جی چرائے وہ بندہ نہیں۔

س۔ کس کی بندگی قبول ہے؟

ج۔ بندگی کا دارو مدار ایمان کی اصلاح پر ہے جس کے ایمان میں خلل ہے اس کی بندگی غیر مقبول ہے جس کا ایمان درست ہے اس کی

تھوڑی سی بندگی بھی قابل قدر ہے لہذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایمان کو درست کرنے کی کوشش کرے اور اصلاح ایمان کو تمام چیزوں پر مقدم رکھے۔

س۔اس زمانے میں کتنی قسم کے لوگ ہیں؟

ج۔اس زمانے میں مختلف قسم کے لوگ ہیں بعض باپ دادا کی رسموں پر چلتے ہیں بعض بزرگوں کے طریقوں کو اچھا سمجھتے ہیں بعض علماء کی خود ساختہ باتوں کو بطور سند پیش کرتے ہیں اور بعض عقلی گھوڑے دوڑاتے ہیں اور دینی باتوں میں عقل کو دخل دیتے ہیں۔

س۔صحیح راہ کونسی ہے؟

ج۔صحیح راہ یہی ہے کہ قرآن وحدیث کو معیار بنایا جائے شرعی امور میں عقل کو دخل نہ دے اور ان ہی دو چشموں (یعنی قرآن وحدیث) سے روح کو سیراب کیا جائے بزرگوں کی جو بات' علماء کا جو مسئلہ اور برادری کی جو رسم قرآن وحدیث کے موافق ہو اس کو مان لیا جائے اور جو اس کے خلاف ہو اسے چھوڑ دیا جائے۔

س ۔ کیا قرآن وحدیث کو سمجھنا مشکل ہے؟

ج ۔ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ قرآن وحدیث کا سمجھنا بڑا مشکل ہے، اس کے لیے بڑے علم کی ضرورت ہے ہم جاہل کس طرح سمجھ سکتے ہیں اور کس طرح اس کے موافق عمل کر سکتے ہیں اس پر عمل بھی صرف ولی اور بزرگ ہی کر سکتے ہیں ان کا یہ خیال قطعی بے بنیاد ہے قرآن وحدیث کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں نہایت آسان ہے البتہ ان پر عمل کرنا مشکل ہے کیونکہ نفس کو فرماں برداری مشکل معلوم ہوتی ہے اسی لیے نافرمان ان کو نہیں مانتے ۔

س ۔ نبی ﷺ نے کن لوگوں کو قرآن وحدیث سکھایا؟

ج ۔ پیغمبر نادانوں کو راہ بتلانے' جاہلوں کو سمجھانے اور بے علموں کو علم سکھانے ہی کے لیے آئے تھے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ۔ ﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (الجمعة: ۲) اللہ تعالی نے ان پڑھ لوگوں میں

انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں (شرک وکفر سے) پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت (سنت) کی تعلیم دیتا ہے یقیناً پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

س۔ نبی ﷺ کی تعلیم کا ان لوگوں پر کیا اثر پڑا؟

ج۔ حق تعالیٰ کی یہ بڑی زبردست نعمت ہے کہ اس نے ایسا رسول مبعوث فرمایا جس نے ناواقفوں کو واقف، ناپاکوں کو پاک، جاہلوں کو عالم' نادانوں کو دانا اور گمراہوں کو راہ یافتہ بنا دیا اس آیت کو سمجھنے کے بعد اب بھی اگر کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ قرآن سمجھنا عالموں کا اور اس پر عمل کرنا بڑے بڑے بزرگوں ہی کا کام ہے تو اس نے اس آیت کو ٹھکرا دیا اور رب کی اس جلیل الشان نعمت کی ناقدری کی بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اس کو سمجھ کر جاہل عالم اور گمراہ عمل کر کے بزرگ بن جاتے ہیں۔

س۔ ان پڑھ لوگوں کو قرآن و حدیث پڑھنا چاہیئے اسے مثال دیکر سمجھایئے؟

ج۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ ایک دانا حکیم ہے اور ایک شخص کسی

بڑی بیماری میں مبتلا ہے ایک شخص اس بیمار سے ازراہ ہمدردی کہتا ہے کہ تم فلاں حکیم کے پاس جا کر اپنا علاج کرالو لیکن بیمار کہتا ہے کہ اس کے پاس جانا اور اس سے علاج کرانا تو تندرستوں کا کام ہے جن کی صحت بہت ہی اچھی ہو میں تو سخت بیمار ہوں بھلا میں کس طرح جا کر علاج کرا سکتا ہوں۔ کیا تم اس بیمار کو خبطی نہ سمجھو گے کہ نادان اس دانا حکیم کی حکمت کو نہیں مانتا کیونکہ حکیم تو بیماروں ہی کے لیے ہوتا ہے جو تندرستوں کا علاج کرے وہ حکیم کیسے ہوا؟ مطلب یہ کہ جاہل اور گناہ گار کو بھی قرآن وحدیث کے سمجھنے اور احکام شرعیہ پر انتہائی سرگرمی سے عمل کرنے کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ ایک عالم اور بزرگ کو لہذا ہر خاص و عام کا فرض ہے کہ کتاب وسنت ہی کی تحقیق میں لگا رہے۔ انہیں کو سمجھنے کی کوشش کرے انہی پر عمل کرے۔

س۔ کیا پہلی شریعتوں پر عمل جائز ہے؟

ج۔ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں بہنوں سے نکاح کرنا جائز تھا اسے دلیل سمجھ کر یہ لوگ اگر بہنوں سے نکاح کرلیں تو یہ حرام ہے

کیونکہ بہنیں محرمات ابدیہ میں داخل ہیں جو کسی صورت میں حلال نہیں بات یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالی کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دینا چاہیے اللہ کے فرمان کو بلا چون و چرا دل و جان سے مان لینا چاہیے خواہ مخواہ کی حجت نہیں پیش کرنی چاہیے کہ لوگوں کے لیے تو یہ حکم نہ تھا ہم پر کیوں مقرر کیا گیا ایسی باتوں سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

س۔منسوخ قانون پر عمل کرنا کیسا ہے؟

ج۔ایک بادشاہ کے یہاں مدت تک ایک قانون پر عمل ہوتا رہا پھر قانون بنانے والوں نے اسے منسوخ کر کے اس کی جگہ اور قانون بنا دیا اب اس نئے قانون پر عمل ضروری ہے۔اب اگر کوئی یہ کہنے لگے کہ ہم تو پہلے ہی قانون کو مانیں گے نئے قانون کو نہیں مانتے وہ باغی ہے اور باغی کی سزا جیل خانہ ہے اسی طرح ہی اللہ تعالی کے باغیوں کے لیے جہنم ہے۔

س۔کیا آج کے دور میں تورات اور انجیل پر عمل کرنا جائز ہے؟

ج۔آج کے دور میں تورات اور انجیل پر عمل کرنا حرام ہے۔جیسا کہ

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تورات کے ایک صفحے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں پڑھنا شروع کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ کا رنگ غصے کی وجہ سے سرخ ہو گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہا اے عمرؓ! تو مر جائے کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف نہیں دیکھ رہا کہ آپؐ کے چہرے کا رنگ غصے کی وجہ سے کیسے بدل رہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی تو کہنے لگے۔ میں اللہ کے رب، آپ کے نبی اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر! اگر آج موسیٰ علیہ السلام زندہ ہو کر اس دنیا میں واپس آجائیں، تم مجھے چھوڑ کر موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے لگو تو صراط مستقیم سے گمراہ ہو جاؤ گے۔ ایک اور حدیث میں یوں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آج کے دور میں قرآن اور حدیث پر عمل کیے بغیر جنت ملنا ناممکن ہے۔

س۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں آکر خود انجیل پر عمل کریں گے

اور لوگوں کو انجیل پر عمل کرنے کا حکم دیں گے؟

ج۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں واپس آکر نہ تو خود انجیل پر عمل کریں گے اور نہ ہی لوگوں کو انجیل پر عمل کرنے کا حکم دیں گے بلکہ لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ کی بجائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھیں اور لوگوں کو پڑھائیں گے۔اسی لئے تمام عیسائی عیسائیت کو ترک کرکے دین اسلام کو قبول کرلیں گے۔

س۔کیا قرآن وحدیث کے مقابلے میں آئمہ کے اقوال کو ماننا صحیح ہے؟

ج۔قرآن وحدیث کے مقابلے میں جب تورات اور انجیل پر عمل کرنا جائز نہیں تو آئمہ کے اقوال اور آراء کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

س۔آئمۂ اربعہ کی تقلید کا کیا حکم ہے؟

ج۔قرآن وحدیث کے مقابلے میں کسی کی بھی بات نہیں مانی جا سکتی۔امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ فرما گئے تھے کہ قرآن حدیث کے مقابلے میں ہماری بات ترک کردینا اور قرآن وحدیث پر ہی عمل پیرا ہونا۔

یہ چوتھے حصہ میں جائے گی

تصرف

س۔ زمین اور آسمان میں بسنے والوں کی اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کیا

حیثیت ہے؟

ج۔اللہ تعالی فرماتا ہے۔﴿اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ☆لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ☆ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا﴾ (مریم:۹۳۔۹۵) آسمان و زمین کا ایک ایک شخص رحمٰن کے سامنے غلامانہ حیثیت میں آنے والا ہے رب نے انہیں شمار کر رکھا ہے اور ایک ایک کو گن رکھا ہے اور سارے اس کے سامنے فرداً فرداً آنے والے ہیں۔

شرک

س۔شرک سب سے بڑا عیب کیوں ہے۔

ج۔اللہ تعالی فرماتا ہے۔﴿وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾(لقمان:۱۳) جب لقمان علیہ السلام نے نصیحت کرتے وقت اپنے بیٹے سے کہا بیٹا اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا شرک یقیناً بڑا بھاری ظلم ہے۔

توحید

س ۔سارے انبیاء کی دعوت کیا تھی ؟

ج ۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ (الانبیاء:۲۵) آپ ﷺ سے پہلے ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہم نے اس کو یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی عبادت کا حق دار نہیں لہذا میری ہی عبادت کرو۔

س ۔شیطان کیسے شرک کرواتا ہے؟

ج ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ☆ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ☆ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ☆ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ☆

أُولَٰٓئِكَ مَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا﴾(النساء:۱۱۷۔۱۱۸)

یہ مشرک اللہ کو چھوڑ کر عورتوں کو پکارتے ہیں بلکہ سرکش شیطان ہی کو پکارتے ہیں جس پر اللہ نے پھٹکار ڈال دی ہے اس نے کہہ رکھا ہے کہ میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ الگ رکھوں گا میں انہیں گمراہ کئے بغیر نہ رہوں گا، میں انہیں ضرور آرزوں مند رکھوں گا اور انہیں ضرور حکم دوں گا تو اللہ کی بنائی شکل کو بدل ڈالیں گے جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ زبردست گھاٹے میں پڑ گیا شیطان ان سے وعدہ کرتا ہے اور امیدیں بندھاتا ہے شیطان ان سے وعدہ کر کے محض دھوکہ کر رہا ہے انہی لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے جہاں سے وہ رہائی نہ پا سکیں گے۔

س۔انسان اولاد کے سلسلے میں شرک کی راہ کیسے اختیار کرتا ہے؟

ج۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ

حَمْلاً خَفِيْفاً فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحاً لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحاً جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾(الاعراف:۱۸۹۔۱۹۰)

اس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی پیدا کی تا کہ اس سے چین پائے پھر جب اس نے اس سے ہم بستری کر لی تو اس کو حمل ہو گیا وہ اسے لے کر چلتی پھرتی رہی پھر جب بھاری ہو گئی تو دونوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ اگر تو ہمیں نیک اولاد دے گا تو ہم تیرے شکرگزار ہونگے پھر جب اس نے ان کو نیک بچہ دیا تو اس بچے میں اللہ کے شریک بنانے لگے ان کے شرک سے اللہ بلند و برتر ہے۔

س۔انسان کھیتی باڑی میں شرک کیسے کرتا ہے؟

ج۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا

فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾(الانعام:۱۳۷)

اور مشرک ان چیزوں میں سے جو اللہ نے پیدا کی ہیں یعنی کھیتی اور جانوروں میں ایک حصہ مقرر کر چکے ہیں اور اپنے خیال میں کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا پھر جو ان کے شریکوں کا ہے وہ اللہ کو نہیں پہنچتا اور جو اللہ کا ہے وہ ان کے شرکاء کو مل جاتا ہے یہ جو فیصلہ کر رہے ہیں برا ہے۔

س۔انسان چوپایوں میں شرک کیسے کرتا ہے؟

ج۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ﴾(الانعام:۱۳۹)

کہتے ہیں کہ یہ جانور اور کھیتی اچھوتی ہے اسے کوئی نہ کھائے علاوہ اس کے جسے ہم چاہیں (محض اپنے خیال سے) بعض جانوروں کی سواری

منع ہے اور بعض جانوروں پر اللہ کا نام نہیں لیتے یہ سب اللہ پر بہتان ہے وہ ان کے بہتان کی جلدی سزا دے دیگا۔

س۔کیا اللہ تعالی نے جانوروں میں بحیرہ' سائبہ' وصیلہ' اور حامی بنایا ہے؟

اللہ تعالی فرماتا ہے۔﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنۡ بَحِيۡرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيۡلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰـكِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ وَاَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ﴾(المائدۃ:۱۰۳)

اللہ تعالی نے نہ بحیرہ کو نہ سائبہ کو، نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو جائز قرار دیا لیکن کافر جھوٹی باتیں اللہ تعالی کے ذمہ لگاتے ہیں اور اکثر ناسمجھ ہیں جو جانور کا نامزد کر دیا جاتا تو اس کا کان چیر دیا جاتا اس کو بحیرہ کہتے تھے سانڈ کو سائبہ کہا جاتا تھا جس جانور کے بارے میں یہ منت مانی جائے کہ اس کا بچہ نر پیدا ہوا تو اس کو نیاز میں دے دیا جائے گا پھر اس کے نر اور مادہ دونوں بچے پیدا ہوتے تو نر کو بھی نیاز میں نہ دیتے ان دونوں بچوں کو وصیلہ کہا جاتا تھا اور جس جانور سے دس بچے پیدا

ہو جاتے تھے اس پر سوار ہونا اور لادنا چھوڑ دیتے تھے اس کو حامی کہا جاتا تھا۔

س۔مشرک حلال وحرام میں اللہ تعالی پر کیسے افتراء باندھتا ہے؟

ج۔اللہ تعالی فرماتا ہے۔﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ﴾(النحل: ١١٦) جھوٹ نہ کہو جس کو تمہاری زبانیں بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ اللہ تعالی پر جھوٹ باندھو یقین مانو جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح کو نہیں پہنچتے۔

توحید

س۔کیا تمام مخلوق نے ازل میں توحید کا اقرار کیا تھا؟

ج۔ہاں کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ☆ اَوْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ☆﴾(الاعراف:۱۷۲۔۱۷۳)

اور جب آپ کے رب نے بنی آدم کی پشت سے ان کی اولاد نکالی اور ان سے اقرار کروایا (یعنی ان سے پوچھا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں وہ کہنے لگے کیوں نہیں! ہم گواہ ہیں (کہ تو ہمارا رب ہے) یہ ہم نے اقرار اس لئے کروایا کہ کہیں تم قیامت کے روز کہنے لگو کہ ہم تو اس بات سے غافل تھے یا کہنے لگو کہ ہمارے باپ دادا نے پہلے سے شرک کیا تھا اور ہم تو ان کی اولاد تھے (جو) ان کے بعد (پیدا ہوئے) تو کیا جو کام اہل باطل کرتے رہے اس کے بدلے تو ہمیں ہلاک کرتا ہے۔

س۔اولیاء اللہ لوگوں کو کیا تعلیم دیں؟

ج۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ

اللّٰهِ اَحَدًا ☆ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُاللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ☆ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْ رَبِّىْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا﴾ (الجن: ۱۸۔۱۹۔۲۰)

یقین مانو مسجدیں اللہ ہی کی ہیں لہذا اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو اور جب اللہ کا بندہ اس کی عبادت کے لیے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ بھیڑ کی بھیڑ بن کر اس پر جھک پڑیں آپ ﷺ فرما دیں کہ میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔

س۔ کیا صرف اکیلا اللہ کافی ہے؟

ج۔ اللہ عزوجل حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ انہوں نے جیل کے ساتھیوں سے فرمایا۔ ﴿يٰصَاحِبَىِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ☆ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (یوسف:۳۹۔۴۰)

(اے جیل کے ساتھیو! کیا متفرق رب بہتر ہیں یا ایک اللہ جو بڑا زبردست ہے) اس کو چھوڑ کر تم محض ناموں کو پوجتے ہو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نام رکھ لیے ہیں اللہ پاک نے اس کی کوئی دلیل نہیں اتاری حکم صرف اللہ ہی کا ہے اس نے تمہیں حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو یہی مضبوط دین ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔

تصرف

س۔کیا مخلوق میں سے کسی کو تصرف کا حق حاصل ہے؟

ج۔اللہ تعالی فرماتا ہے۔﴿قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ☆سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ﴾ (المؤمنون:۸۸۔۸۹)

آپ ﷺ فرمادیں کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا اگر تم

جانتے ہو تو بتاؤ وہ اللہ ہی کو بتائیں گے آپ ﷺ فرمادیں پھر کیوں دیوانے بنے جاتے ہو۔

اختیار

س۔کیا انبیاء بھی بے بس ہیں؟

ج۔اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے یہ کہتا ہے۔﴿قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ☆قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا﴾(الجن: ۲۱۔۲۲)

(اے محمد ﷺ) آپ فرمادیں کہ میں تمہارے لیے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا آپ فرمادیں کہ مجھے کوئی اللہ سے ہرگز نہیں بچا سکتا اور میں اس کے سوا کہیں بچاؤ نہیں پاتا۔

رازق

س۔کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو رازق سمجھنا شرک ہے؟

ج۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ﴾

(النحل: ۷۳) مشرک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہیں جو آسمان و زمین سے روزی پہنچانے میں کچھ بھی دخل نہیں رکھتے اور نہ رکھ سکتے ہیں۔

نذر

س۔ کیا غیر اللہ کے نام کی چیز حرام ہے؟

ج۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُہٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَۃً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّہٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (الانعام: ۱۴۵)

اے نبی آپ فرما دیجیے کہ میں اس وحی میں جو مجھ پر نازل ہوئی ہے کھانے والے پر کسی چیز کو حرام نہیں پاتا کہ وہ اسے کھائے مگر وہ چیز جو مردار ہے یا بہنے والا خون ہے یا خنزیر کا گوشت ہے کیونکہ یہ ناپاک

ہے یا گناہ کی چیز ہے کہ اسے غیر اللہ کے نام پر مشہور کیا گیا ہو اور اگر کوئی مجبور ہو جائے نہ تو نافرمانی کرے نہ حد سے باہر نکل جائے تو تمہارا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے۔

طواف

”کفر و شرک“